خطباتِ رسولؐ
محمد رفیع الدین ہاشمی
منشورات

محمد رفیع الدین ہاشمی

منشورات

نام کتاب : خطبات رسولؐ
مرتب : رفیع الدین ہاشمی
طبع اول : نومبر ۱۹۹۹ء
تعداد : ۲۰۰۰
ناشر : منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور
فون : ۵۴۲۵۳۵۶، فیکس : ۷۸۳۲۱۹۴
مطبع : قومی پریس، ۵۰۔ لوئر مال، لاہور

قیمت : ۲۷/- روپے

جناب محمد طفیل مدیر نقوش

(وفات: ۱۹۸۶ء)

اور

پروفیسر عبدالرشید ارشد

(وفات: ۱۹۸۷ء)

کی یاد میں

ترتیب

دیباچہ

آیندہ صفحات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کا ایک انتخاب پیش کیا جا رہا ہے۔ اس انتخاب کی تحریک جناب محمد طفیل (م: ۵ جولائی ۱۹۸۶ء) سابق مدیر نقوش نے کی تھی۔ مرحوم نے اسے خطبات رسولؐ کے عنوان سے نقوش' رسول نمبر' جلد ۱۱ میں شائع کیا تھا۔ یہ انتخاب آپؐ کے طویل اور مختصر خطب پر مشتمل ہے' اور اس کا تعلق متنوع موضوعات و مسائل سے ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر بے شمار خطبات ارشاد فرمائے' مگر یہ سب خطبے اول تا آخر' مکمل صورت میں کتابوں میں نہیں ملتے۔ احادیث کے مجموعوں میں بالعموم خطبات نبویؐ کے متفرق اور مختلف ٹکڑے ملتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہر راوی نے اپنی اپنی پسند یا ضرورت کی بات بیان کی ہے۔ ہم نے یہ خطبے مختلف کتابوں سے لیے ہیں۔

اردو میں خطبات رسولؐ کے بہت سے ترجمے ملتے ہیں مگر ان کی صحت کے بارے میں اطمینان نہ تھا' باری تعالی پروفیسر عبدالرشید ارشد (م: ۱۹۸۷ء) کو غریق رحمت کرے' انھوں نے میری درخواست پر جملہ خطبات کے اردو ترجمے پر نظرثانی کی' اور بعض خطبوں کا ازسرنو ترجمہ کیا۔ بعدازاں مولانا عبدالوکیل علوی صاحب نے خطبات کے متن اور ترجمے کو دیکھ کر تصویب فرمائی' جس کے لیے میں ان کا شکرگزار ہوں۔

راقم' شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک صاحب مدظلہ کا بھی ازحد ممنون ہے کہ آپ نے زیر نظر انتخاب کو دیکھنے کی زحمت گوارا فرمائی اور بعض مقامات پر ترجمے میں تصحیح کی' نیز اس مجموعے پر
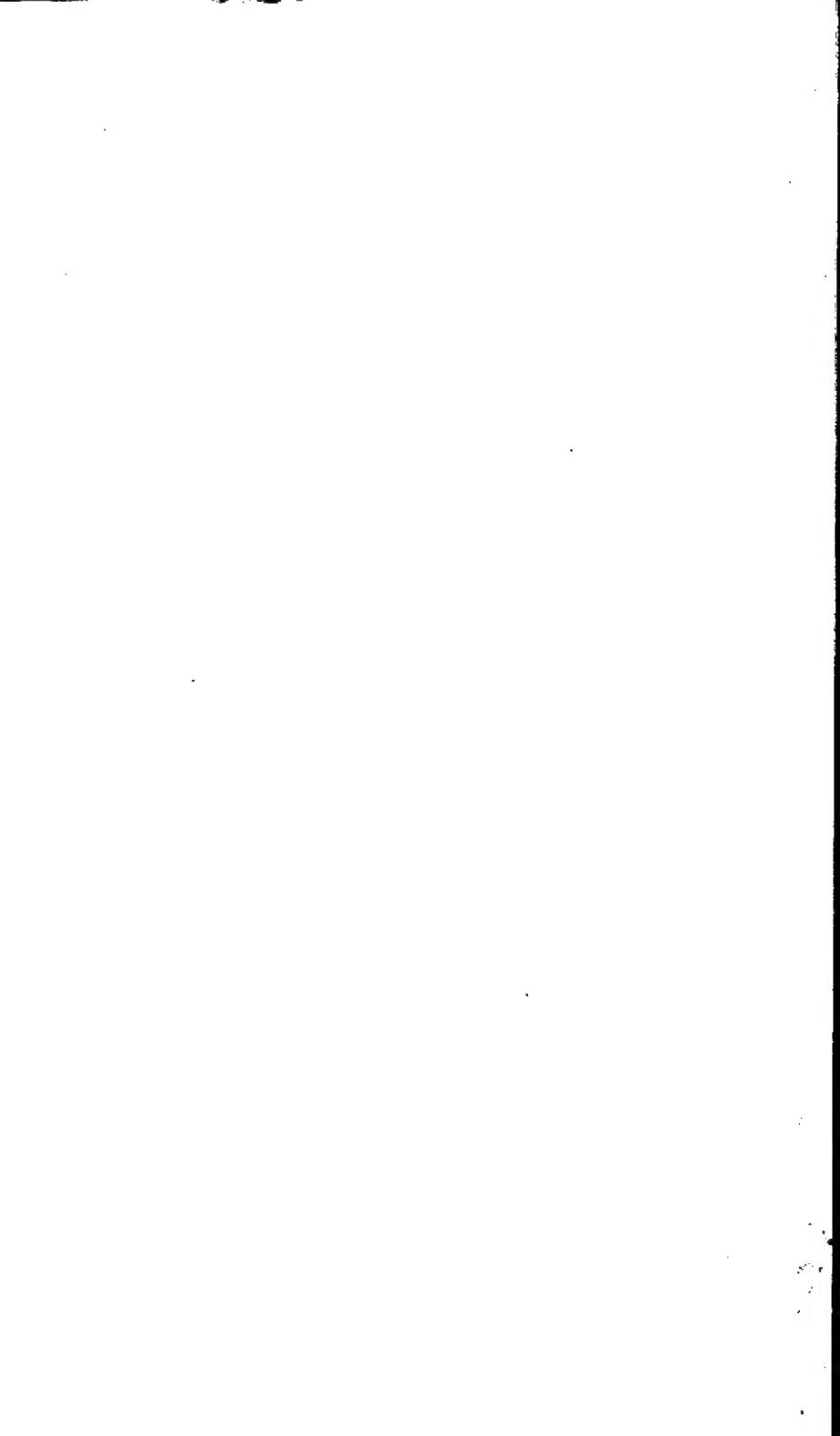
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کو متعدد لوگوں نے جمع کیا ہے اور مختلف مجموعوں کی شکل میں وہ طبع ہو چکے ہیں۔ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ان کو اردو زبان میں نئے پیرایے' نئی آب و تاب اور نئی شان و شوکت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ترجمے میں اصل عربی زبان کی فصاحت و بلاغت اور قوت و شوکت اور حلاوت و لذت کو باقی رکھنے کی کوشش کی ہے۔

یہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کا ایک جامع مجموعہ ہے۔ قاری انھیں پڑھتے ہوئے ماضی کی سعادت مند' سب سے اشرف و اعلیٰ اور مقدس و مطہر مجالس رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ آج کے جلسوں' خطبوں اور خطیبوں کی مجالس کے مقابلے میں اسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی چٹیل میدان سے وہ ایک پُربہار اور پھولوں بھرے معطر چمن میں داخل ہو گیا ہے۔ یہاں معرفت و حقیقت ہے' طہارت و نظافت ہے' جلال و جمال ہے' موعظہ و نصیحت ہے' انسانیت کی نجات کے لیے طلب اور تڑپ اور فکرمندی اور گداز ہے۔ یہاں خیر ہی خیر اور فلاح ہی فلاح ہے۔ یہ کلام نبوت ہے اور یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت' نشان عظمت اور مقام خطابت ہے۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید ○

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی اور جناب مسلم سجاد کی ان مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ مسلمانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے اور پھر ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور حوض کوثر سے سیرابی نصیب فرمائے۔ جنت مقام ہو اور انبیا' صدیقین' شہدا اور صالحین کی معیت اور رب تعالیٰ کا دیدار اور رضا نصیب ہو۔ آمین!

۲۳/ رجب ۱۴۲۰ھ

عبدالمالک' عفی عنہ

مقدمہ

رسولِ اکرمؐ کے خطبات

لغوی اعتبار سے "خطبہ" کے معنی وعظ و نصیحت کے ہیں۔ روایتی طور پر خطبے میں عموماً وعظ و تذکیر' نیکی کی تلقین اور نصیحت ہی کی جاتی ہے۔ خطیب اپنی بات کو موثر بنانے کے لیے حتی المقدور منطق و استدلال' جوش و جذبات اور زبان و بیان کے جملہ ذرائع سے کام لیتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام' تاریخ کی عظیم الشان ہستیاں تھیں۔ انھوں نے اپنی اپنی قوم تک پیغام رسانی کے لیے خطابت ہی کو ذریعہ بنایا۔ جیسا کہ مولانا مودودیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اپنے اندر خطابت کی صلاحیت نہ پاتے تھے اور ان کو اندیشہ لاحق تھا کہ نبوت کے فرائض ادا کرنے کے لیے اگر تقریر کی ضرورت پیش آئی تو طبعی جھجک مانع ہو گی' اس لیے انھوں نے باری تعالیٰ سے درخواست کی:

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْلِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ (طٰهٰ : ۲۵-۲۸) (پروردگار! میرا سینہ کھول دے' اور میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔)

حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت ہارونؑ نسبتاً فصیح گفتگو فرماتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے مناسب سمجھا کہ پیغامِ رسالت کی ترسیل و تکمیل میں بھائی کی اعانت بھی شامل ہو' چنانچہ بارگاہِ الٰہی میں التماس کیا:

وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۝ (القصص : ۳۴) اور میرا [illegible] رون مجھ سے زیادہ زبان آور ہے' اسے میرے ساتھ مددگار کے

طور پر بھیج تا کہ وہ میری تائید کرے۔

بعدازاں حضرت موسیٰؑ کی یہ کمزوری دور ہو گئی اور وہ خوب زوردار تقریر کرنے لگتے تھے چنانچہ قرآن اور بائبل میں' ان کے بعد کے دور کی تقریریں ان کے کمال فصاحت اور طلاقت لسانی کی شہادت دیتی ہیں (تفہیم القرآن ' سوم ' ص ۹۲)۔

عربی معاشرے میں خطابت بہت بڑا وصف سمجھا جاتا تھا۔ بہ حیثیت مجموعی اہل عرب کی خطابت مسلم تھی' اسی بنا پر وہ غیر عربی اقوام کو عجمی (گونگا) کہتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے' مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر و خطابت کی غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ بچپن میں آپؐ کی پرورش دائی حلیمہ کے ہاں بدوی ماحول میں ہوئی تھی۔ حلیمہ' بنو سعد قبیلے سے تھیں اور یہ قبیلہ اپنی فصیح زبان کے سبب عرب قبائل میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

اَنَا اَفْصَحُکُمْ ' اَنَا مِنْ قُرَیْشٍ وَلِسَانِیْ لِسَانُ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَکْرٍ ٥ (میں تم سے زیادہ فصیح ہوں کیوں' قریشی ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے۔)

اس وجہ سے آپؐ کے لہجے میں عربی فصاحت و بلاغت کی بہترین خوبیاں جمع ہو گئی تھیں۔ بہ حیثیت ایک خطیب' آپؐ کی شخصیت پر نظر ڈالیں تو آپؐ کی خطابت میں بھی ایک انفرادی شان نظر آتی ہے۔

آپؐ کے خطبے کا کوئی مستقل یا مقرر اسلوب نہ تھا۔ آپؐ زمین پر کھڑے ہو کر یا کسی درخت سے ٹیک لگا کر' یا میدان جنگ میں کمان پر ٹیک لگا کر' یا منبر پر بیٹھ کر' یا اونٹ پر سوار ہو کر خطبہ دیتے۔ جنگ کے موقع پر سواری پر بیٹھ کر خطبہ دیتے۔ خطبہ دیتے وقت عموماً آپؐ کے ہاتھ میں ایک عصا ہوتا۔ کبھی کبھی آپؐ کے پاس کمان ہوتی تو آپؐ اس پر ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپؐ کے اسلوب خطبہ کے بارے میں ابن ابی شیبہ کی روایت میں بتایا گیا ہے کہ جمعہ کے دن حضورؐ منبر پر آتے ہی لوگوں کی طرف منہ کر کے السلام علیکم کہتے [منبر
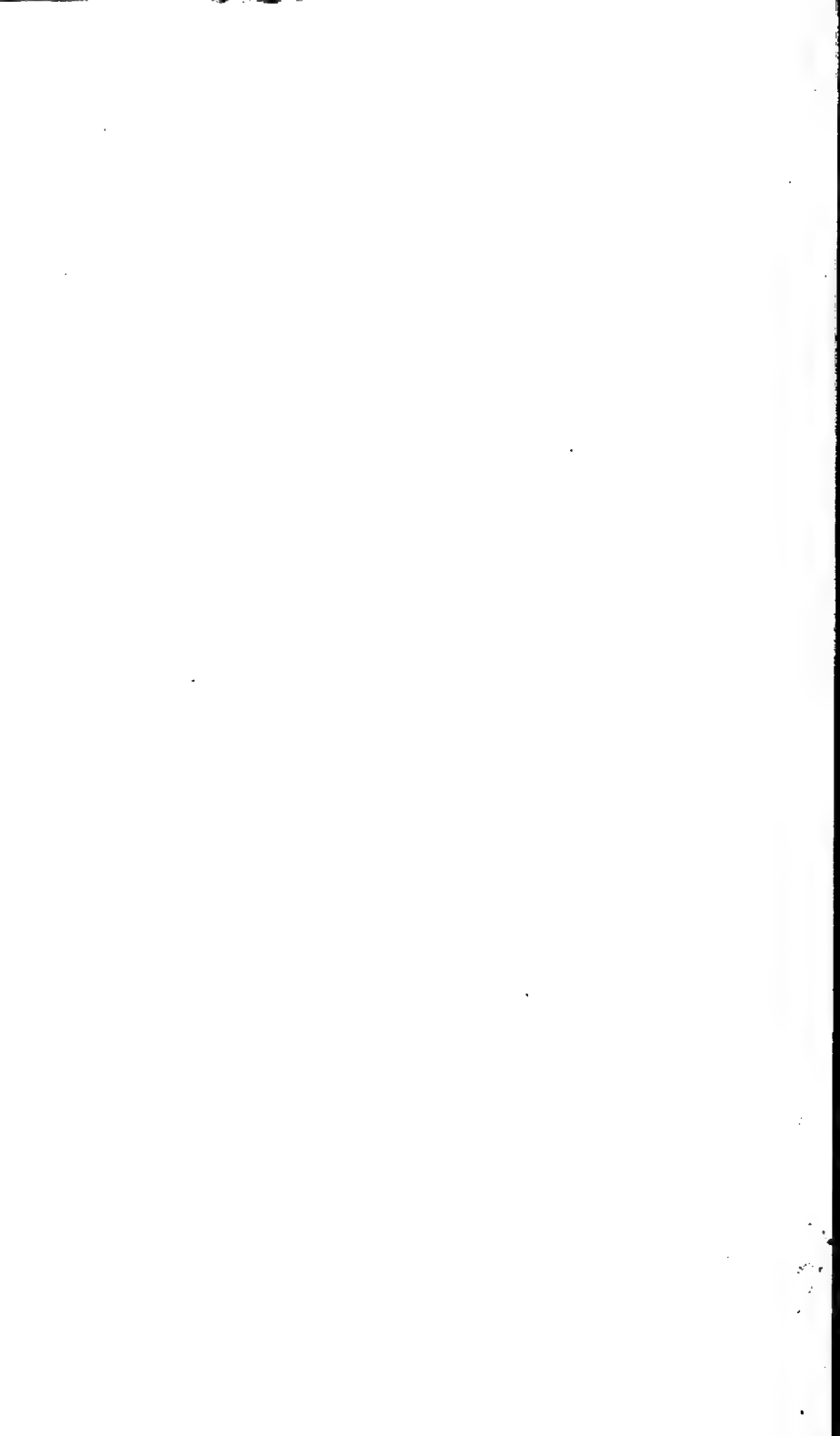
اے فلاں! بیٹھ جا' اے فلاں! نماز پڑھ' وغیرہ۔ خطبے سے متعلق سامعین میں سے اگر کوئی شخص سوال کرتا تو اس کا جواب دیتے۔ آپؐ کے بعض خطبے تو ایسے ہیں جو شروع سے آخر تک سوالات و جوابات ہی پر مشتمل ہیں۔

مدینے میں' ابتدائی دور میں آپؐ مسجد نبویؐ میں کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اب کھڑا رہنا مجھے تکلیف دیتا ہے۔ اس پر حضرت تمیم داریؓ نے مشورہ دیا کہ ایک منبر بنوا لیا جائے' جیسا کہ ملک شام میں ہوتا ہے۔ آپؐ نے دوسرے صحابہؓ کی رائے معلوم کی تو سب نے اتفاق کیا۔ حضرت عباسؓ نے کہا: میرا ایک غلام ہے جس کا نام کلاب ہے' وہ بڑھئی کے کام میں بہت ہوشیار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا' اس سے کہو کہ منبر تیار کر کے لائے۔ چنانچہ وہ جنگل سے لکڑی کاٹ لایا' اس کے تختے تیار کیے اور پھر ان سے منبر بنایا۔ اس کے دو زینے تھے' اس کے بعد تیسری بیٹھنے کی جگہ تھی۔ یہ منبر مسجد نبویؐ میں لایا گیا' اور اس جگہ رکھ دیا گیا جہاں آپؐ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے' اور وہ خشک تنا وہاں سے ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا گیا۔ آپؐ اس منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب آپؐ نے خطبہ شروع کیا تو لوگوں نے گریہ کی آواز سنی۔ معلوم ہوا کھجور کا وہ تنا رو رہا ہے' کیونکہ اب وہ رسولؐ اللہ کے قرب سے محروم ہو گیا تھا۔ اس کے گریے میں بچوں کی سی بے تابی تھی۔ آپؐ منبر سے اترے اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا تو وہ خاموش ہو گیا۔ بعدازاں آپؐ نے اسے منبر تلے دفن کرا دیا۔

آنحضورؐ کے خطبے عموماً مختصر ہوتے تھے۔ آپؐ کا فرمان ہے کہ عقل مندی یہ ہے کہ خطبہ مختصر اور نماز طویل ہو۔ مختصر خطبات سے آپؐ کی قادر الکلامی ظاہر ہوتی ہے' اسی لیے آپؐ نے فرمایا:

بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ ○ (مجھے جامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔)

آپؐ کے جامع کلمات اپنی بلاغت' معنوی وسعت و ہمہ گیری کے سبب' حکمت و دانش کا مرقع ہیں اور اس اعتبار سے اقوال زریں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کبھی کبھی آپؐ طویل خطبہ بھی

ارشاد فرماتے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت عمرو بن اخطب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ ایک دن صبح کی نماز پڑھاتے ہی منبر پر تشریف فرما ہوئے اور مغرب تک نماز کے وقفوں کے علاوہ مسلسل خطبہ دیا اور اس میں وہ باتیں بتائیں جو قیامت تک پیش آنے والی ہیں۔

مجموعی حیثیت سے آپؐ کے طویل و مختصر خطبات فصاحت و بلاغت کا بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے عرب کے بہت سے لوگوں کی باتیں سنی ہیں مگر حضورؐ سے زیادہ فصیح مذبان والا میں نے نہیں دیکھا۔ خود آپؐ کا قول ہے: اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ ○ (میں عرب کا فصیح ترین شخص ہوں۔)

یوں تو آپؐ کا ہر خطبہ ہی فصاحت کا عمدہ نمونہ ہے لیکن بعض خطبے خصوصی طور پر یادگار حیثیت رکھتے ہیں' مثلاً فتح مکہ کا خطبہ' اسی طرح حجتہ الوداع کا خطبہ وغیرہ۔۔۔ غزوۂ حنین کے موقع پر مال غنیمت کا بیشتر حصہ نومسلم مہاجروں کو دے دیا گیا تاکہ ان کی تالیف قلب ہو۔ اس پر بعض انصاری نوجوانوں کو کسی قدر رنج ہوا۔ آپؐ نے اس موقع پر ان کے سامنے ایسا پُرتاثیر خطبہ دیا کہ انصاریوں کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ آپؐ کے اکثر خطبات کی اثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ صحابہؓ کے دل بھر آتے' ان پر رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کا بیان ہے کہ ایک بار آنحضورؐ نے اپنے خطبے میں قبر کی آزمائشوں کو تفصیل سے بیان کیا' لوگ اس خطبے کو سن کر چیخ اٹھے۔ بعض اوقات جب فضا میں اشتعال ہوتا اور لوگ عداوت میں ایک دوسرے کو مرنے مارنے پر تلے نظر آتے تو آپؐ مختصر خطاب فرماتے' جس سے پوری فضا بدل جاتی اور دلوں پر اشتعال کے بجائے اخوت و محبت کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

آنحضورؐ کے یہ خطبات فصاحت و بلاغت اور تاثیر انگیزی سے قطع نظر' اپنی معنوی اہمیت کی بنا پر بھی تاریخ انسانی میں بہترین فکری ورثے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(م - ر - ہ)

کوہِ صفا کا خطبہ

سورہ شعراء کی یہ آیت نازل ہوئی: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کی روایت کے مطابق کوہِ صفا پر چڑھ کر قریش کو پکارا: لوگو! دوڑو۔

اہل مکہ گھبرا گئے اور اس طرف لپکے کیوں کہ ایسا کسی ہنگامی صورت حال ہی پر کیا جاتا تھا۔ لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا:

اے فلاں کی اولاد' اے فلاں کی اولاد' اے فلاں کی اولاد' اے عبد مناف کی اولاد' اے عبدالمطلب کی اولاد! کیا خیال ہے اگر میں تمھیں یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کے دامن میں سواروں کا ایک لشکر آ نکلا ہے تو تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے کہا: ہمیں آپؐ سے کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:

اے کعب بن لوی کی اولاد! اپنے تئیں جہنم کی آگ سے بچا لو۔ اے مرّہ بن کعب! تم بھی خود کو دوزخ کی آگ سے بچا لو۔ اے اولادِ عبدِ شمس! تم بھی خود کو آتشِ دوزخ سے بچا لو۔ اے عبدِ مناف کے خاندان والو! تم بھی اپنے تئیں آگ سے بچا لو۔ اے بنو ہاشم! تم بھی خود کو آگ سے بچاؤ۔ اے عبدالمطلب کے اہل خاندان! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے میری پیاری بچی فاطمہؓ! تم بھی اپنے تئیں دوزخ سے بچا لو کیونکہ میں تمھارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مختار نہیں ہوں' بہ جُز اس کے کہ میری تم سے قرابت داری ہے تو میں اس کا حق ادا کرتا رہوں گا۔

ایک روایت میں ہے (آپؐ نے فرمایا):

اے فاطمہ بنت محمدؐ، اے صفیہ بنت عبدالمطلب، اے عباس بن عبدالمطلب! میں تمھارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مختار نہیں ہوں، بہ جز اس کے کہ میری تم سے قرابت داری ہے، سو میں اس کا حق ادا کرتا رہوں گا، البتہ میرے مال میں سے جتنا چاہو، مانگ لو۔

اے گروہ قریش! اپنی جانیں اللہ سے خرید لو، میں اللہ کی کسی چیز سے تمھیں مستغنی نہیں کر سکتا۔ میں تو ایک سخت عذاب سے پہلے تمھیں اس سے ڈرانے والا ہوں۔ میری اور تمھاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے دشمن کو دیکھ لیا ہو اور وہ اپنے اہل خاندان کا دیدبان بن جائے، اسے خدشہ محسوس ہو کہ دشمن اہل خاندان کی طرف بڑھ جائے گا، چنانچہ وہ پکارنے لگے: لوگو! ہوشیار ہو جاؤ۔

اس مجمع میں ابولہب بھی موجود تھا، حضورؐ کے ارشادات سن کر وہ بہت پیچ و تاب کھایا ہوا، آپؐ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: تیرا برا ہو، تو ہلاک ہو، کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا---- اسی طرح اول فول بکتا ہوا، وہ وہاں سے چلا گیا۔ آپؐ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ بعدازاں سورۂ لہب نازل ہوئی جس میں ابولہب اور اس کی بیوی کو عذاب کی وعید سنائی گئی۔ (دُرِّمنثور، تفسیر سورة الشعراء)

صفاتِ باری تعالیٰ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسولﷺ خدا کھڑے ہوئے اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات بیان کیں۔ فرمایا:

اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور نہ یہ اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ سوئے۔ وہ میزان کو جھکا دیتا ہے اور اونچا کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہے)۔ رات کے اعمال' دن کے اعمال سے پہلے اس کے پاس پہنچائے جاتے ہیں اور دن کے اعمال' رات کے اعمال سے پہلے اس کے پاس پہنچائے جاتے ہیں۔ اس کا حجاب نور ہے (ابوبکرؓ کی روایت میں ہے کہ نار ہے) اگر وہ حجاب ہٹا دے تو جہاں جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے' اس کے چہرے کی تجلیاں تمام مخلوق کو جلا دیں۔ (مسلم شریف)

اسلام کیا ہے؟

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اصل اور جڑ' اسلام کی' صرف دو چیزیں ہی ہیں: ایک: کلام' دوسرے: طریقہ۔ سب سے عمدہ کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ خبردار! (دین میں) گھڑی ہوئی باتوں (پر عمل کرنے) سے بچو کیونکہ جو کام میرے دین میں نئے نکلیں' وہ تمام برے کاموں سے زیادہ برے کام ہیں اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت نری گمراہی ہے۔

دیکھو' ایسا نہ ہو کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ تمھارے دل سخت ہوتے جائیں۔ جو چیز آنے والی ہے' وہ قریب ہے اور وہ دور ہے جو آنے والی نہیں ہے۔ برا وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے ہی برا بن کر پیدا ہو۔ بھلا آدمی وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔

یاد رکھو' مومن سے لڑنا کفر ہے اور مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ (بول چال) چھوڑے رکھے۔

خبردار! جھوٹ سے بہرحال بچو کیونکہ جھوٹ بولنا ارادتاً درست ہے' نہ مذاق میں۔ کوئی شخص اپنے بچے سے بھی ایسا وعدہ نہ کرے جسے وہ پورا نہ کرے کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ سچے شخص کے بارے میں

کہا جاتا ہے کہ اس نے سچ بولا اور نیکی کی' جب کہ جھوٹے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا اور گناہ کیا۔ خبردار! بندہ جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں وہ کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

○

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا ایک بار منبر پر چڑھے اور دو مرتبہ قسم کھائی۔ پھر منبر سے اتر آئے۔ پھر فرمایا:

خوش ہو جاؤ' خوش ہو جاؤ' بشارت سن لو۔ جو پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے' وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا' جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مطلب کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو عبداللہؓ بن عمرو سے پوچھتے سنا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان (کبیرہ گناہوں) کا ذکر کرتے سنا تھا؟ انھوں نے کہا: ہاں (حضورؐ کے فرمان کے مطابق وہ گناہ یہ ہیں):

ماں باپ کی نافرمانی اور اللہ کے ساتھ شرک اور ناحق کا قتل اور پاک دامن عورتوں پر تہمت اور مال یتیم کا کھا جانا اور میدان جہاد سے بھاگ کھڑا ہونا اور سود کھانا۔

(طبرانی)

صراطِ مستقیم

رسولؐ خدا نے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد وہاں کے پہلے جمعہ میں مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد اور بخشش اور رہنمائی چاہتا ہوں۔ میرا ایمان اسی پر ہے۔ میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے' کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت' نور اور نصیحت دے کر اس وقت بھیجا جب مدتوں سے نبیوں کی آمد کا سلسلہ بند تھا۔ علم گھٹ گیا تھا اور لوگ گمراہ ہو گئے تھے۔ طویل عرصہ گزر گیا تھا' قیامت قریب تھی اور اجل سر پر منڈلا رہی تھی۔

جس نے خدا اور رسولؐ کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہی گمراہ ہوا' (اپنے اصل) مقام سے گرا اور دور کی گمراہی میں مبتلا ہوا۔ میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور بہترین تاکید وہ ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو آخرت کے لیے آمادہ کرے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم دے۔ حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو' جیسے کہ خود اس نے تمھیں اپنی بات سے ڈرتے رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ نہ تو اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت ہے' نہ اس سے افضل کوئی ذکر ہے۔

جان لو کہ آخرت کی جن بھلائیوں کے تم امیدوار ہو' وہ سب منحصر ہیں ان

نیک اعمال پر جو تم خوف خدا اور تقویٰ سے بجالاؤ۔ اور جو شخص صرف رضائے الٰہی کی جستجو میں اپنے ان تمام کاموں اور ارادوں کی اصلاح کر لے جو اس کے اور خدا کے درمیان ہیں' خواہ وہ پوشیدہ امور ہوں خواہ ظاہری' تو رب العالمین اسے دنیا میں نیک نام نیک انجام کر دے گا اور آخرت میں بھی اسے نیکیوں کا ذخیرہ عطا فرمائے گا۔ یہی وہ وقت ہو گا جب انسان اپنی نیکیوں کا سخت تر محتاج ہو گا اور نیکیوں کے سوا' اور [برے] اعمال سے اسے اس روز اس قدر نفرت ہو گی کہ کہے گا: کاش کہ میرے اور ان نکمے اعمال کے درمیان بے حد و غایت فاصلہ اور دوری ہوتی۔

جناب باری تبارک و تعالیٰ تمھیں اپنی ذات گرامی سے ڈرا رہا ہے۔ اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے' جس نے اس کی بات کو سچ جانا اور اس کا وعدہ پورا کیا' اس کے لیے اس کے خلاف نہ کیا جائے گا کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ میرے ہاں کی باتیں بدلتی نہیں' اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔ پس اللہ رب العزت سے ڈرو دنیوی معاملات میں بھی اور اُخروی معاملات میں بھی' پوشیدہ بھی اور اعلانیہ بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے جو ڈرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا اور اس کے اجر کو بڑھا دے گا۔ جو اللہ سے ڈرا' اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔ اللہ کا ڈر' اس کی بیزاری' اس کے عذاب اور اس کی ناراضی کو دور کر دیتا ہے اور اللہ کا ڈر چہرے کو منور کر دیتا ہے' رب کو راضی کر دیتا ہے' درجات کو بلند کر دیتا ہے۔ (پس) اپنا حصہ لے لو۔

خدا کی قربت حاصل کرنے میں کمی نہ کرو۔ اس نے اپنی پاک کتاب تمھیں سکھا دی۔ تمھارے لیے ہدایت کا راستہ کھول دیا' تاکہ وہ جان لے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون ہیں۔

جس طرح خدا نے تمھارے ساتھ احسان و سلوک کیا ہے' تم بھی (خلق خدا

سے) احسان و سلوک کا رویہ اختیار کرو۔ اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ راہ خدا میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اسی نے تمھیں برگزیدہ بنایا ہے۔ اسی نے تمھارا نام مسلم رکھا ہے' تاکہ ہر ہلاک ہونے والا' ولائل دیکھ لینے کے بعد ہلاک ہو اور ہر زندگی حاصل کرنے والا بھی ولائل کے ساتھ زندہ رہے۔ قوت صرف اللہ ہی کی ہے۔

اللہ کا ذکر بہ کثرت کیا کرو۔ اور وہ اعمال کر لو جو موت کے بعد کام آئیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اور اپنے درمیان کے تعلقات سنوار لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے تعلقات سنوار دے گا کیونکہ خدائے بزرگ و برتر کی لوگوں پر چلتی ہے' لوگوں کی اس پر نہیں چلتی۔ وہ تمام مخلوق پر حاکم اور سب کا مالک ہے مگر وہ اس کی کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور تمام قوتیں اور طاقتیں اسی خدائے بزرگ و برتر کی ہیں۔ (طَبَری' قُرطُبی' مَواہِبُ اللّدُنیہ)

○

ایک بار حضرت ابوبکر صدیقؓ خطبے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے اور رونے لگے۔ پھر فرمایا: پہلے ہی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ سنانے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے اور رو پڑے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت طلب کرو کیونکہ ایمان کے بعد کسی کو کوئی نعمت عافیت سے بہتر عطا نہیں کی گئی۔ (تِرمِذی)

○

کلامِ الٰہی

حضرت محمد بن اسحاقؒ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے مدینہ پہنچنے پر مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

بے شک تعریف اللہ کے لیے ہے۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے مدد کا طالب ہوں اور ہم سب اس کے دامن میں اپنی نفسانی شرارتوں اور عمل کی خرابیوں سے پناہ چاہتے ہیں۔ جس کو اللہ ہدایت دے' اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ راہ راست پر نہ لائے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ وحدہ' لاشریک ہے۔

سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے محاسن آراستہ کیے اور کفر کے بعد' اس کو اسلام میں داخل ہونے کی توفیق دی اور انسانی باتیں چھوڑ کر اس نے اللہ کا کلام پسند کیا' وہ بلاشبہ کامیاب ہوا کیونکہ اللہ کا کلام سب سے سچا اور زیادہ پُراثر ہے۔

جو اسے دوست رکھتا ہے' اسے تم بھی دوست رکھو اور اللہ کے ساتھ دلی محبت پیدا کرو اور اس کا کلام پڑھنے اور نام لینے سے ملول نہ ہو' نہ تمھارے دل اس کی طرف سے سخت ہوں۔ پس اللہ ہی کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس سے پورا پورا ڈرتے رہو اور اپنے نیک اعمال کی تصدیق زبان سے کیا کرو (زبان کو قابو میں رکھو) اور رحمت خداوندی کے واسطے سے آپس میں پیار و محبت سے رہو۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ! (اعجاز القرآن)

نماز

حضرت اشعریؓ کہتے ہیں کہ ایک بار رسولؐ خدا نے ہمیں خطاب فرمایا' جس میں سنتوں کی تعلیم دی اور نماز (کے طریقے) کی وضاحت فرمائی۔ آپؐ نے اس خطبے میں ارشاد فرمایا:

جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو صفیں درست کر لو۔ پھر تم میں سے کوئی تمھیں نماز پڑھائے۔ وہ جب اللہ اکبر کہے تم بھی کہو جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے' تم آمین کہو۔ اللہ تمھاری دعا قبول فرمائے گا۔ پھر جب امام تکبیر کہے اور رکوع میں جائے تم بھی تکبیر کہو اور رکوع میں جاؤ۔ امام تم سے پہلے رکوع میں جائے گا اور تم سے پہلے ہی رکوع سے سر اٹھائے گا' یہ برابر سرابر ہو جائے گا۔ جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہو۔ اللہ عزّوجل کا' بہ زبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' وعدہ ہے کہ جو حمد خدا کرے گا' اللہ اس کی سنے گا۔ پھر جب وہ تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدہ کرو۔ امام تم سے پہلے سجدہ کرے گا اور تم سے پہلے سجدے سے اٹھے گا' یہ اَدْلا بدلا ہو جائے گا۔ جب وہ قعدے میں بیٹھے تو تم اَلتَّحِیَّات آخر تک پڑھو۔ (النسائی)۔

ذکرِ الٰہی

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

لوگو! اللہ کی طرف رجوع کر لو' قبل اس کے کہ تمھیں موت آ جائے اور نیک اعمال کی طرف بڑھو' قبل اس کے کہ تمھیں فرصت نہ ملے۔ تمھارے اور تمھارے رب کے درمیان جو تعلق ہے' اسے بہ کثرت ذکر خدا سے اور خفیہ اور علانیہ بہ کثرت صدقہ دینے سے جوڑو۔ اس سے تمھیں (زیادہ) رزق دیا جائے گا۔ (دشمن کے خلاف) تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھارے نقصانات کی تلافی کر دی جائے گی۔
جان رکھو' اللہ نے آج کے دن' اس لحۂ موجود ہی سے قیامت تک کے لیے' تم پر جمعہ فرض کر دیا ہے۔ جس نے میری زندگی میں یا میرے بعد اسے حقیر سمجھ کر اور اس کا انکار کرتے ہوئے چھوڑا' حکمران عادل ہو یا ظالم' اللہ اس کا شیرازہ جمع نہ کرے اور نہ اس کے کاموں میں برکت ڈالے گا۔ آگاہ رہو کہ نہ اس کی نماز قبول ہے' آگاہ رہو کہ نہ اس کی زکوٰۃ قبول ہے' آگاہ رہو کہ نہ اس کا حج قبول ہے' آگاہ رہو کہ نہ اس کا روزہ قبول ہے' آگاہ رہو کہ نہ اس کی کوئی نیکی قبول ہے' جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ پس جو توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

نماز جمعہ

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک روز ہم سب صحابہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

جبریل آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک سفید آئینہ سا تھا جس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ سا تھا۔ میں نے پوچھا: اے جبریلؑ! یہ کیا ہے؟

انھوں نے کہا: یہ جمعہ کا دن ہے جو تم پر تمھارے رب نے پیش فرمایا ہے تاکہ یہ آپؐ کے لیے اور آپؐ کی امت کے لیے عید کا دن ہو۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! اس کے بیچ میں یہ سیاہ نقطہ سا کیا ہے؟

انھوں نے کہا: یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہو گی۔ یہ جمعہ دنیا کے تمام دنوں کا سردار ہے۔ جنت میں اس کا نام انعام کا دن رکھ چھوڑا ہے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! تم اس کو انعام کا دن کیوں کہتے ہو؟

انھوں نے کہا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک وادی کو منتخب اور پسند کیا ہے جو سفید کستوری سے زیادہ خوش بودار ہے۔ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ اس وادی کی طرف ایک کرسی پر نزول فرماتا ہے اور عرش سونے کے جواہر لگے منبروں سے گھرا ہوتا ہے اور یہ منبر نور کی کرسیوں سے گھرے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ جنتی بالاخانے والوں کو اجازت دیتا ہے۔ وہ مشک کے ٹیلوں میں سے گھٹنوں تک دھنستے ہوئے تشریف لاتے ہیں۔ سونے چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ریشمی اعلیٰ لباس زیب تن کیے ہوئے، حتیٰ کہ اس وادی میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر جب بہ آرام بیٹھ جاتے ہیں تو مثیرہ نامی باد صبا چلتی ہے۔ ان کے کپڑوں اور جسم سے سفید مشک کے فوارے پھوٹ نکلتے ہیں۔ ان کے چہرے صاف ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں سرگیں

ہوتی ہیں۔ یہ ۳۳ سالہ نوجوان ہوتے ہیں۔ ان کی صورتیں حضرت آدمؑ کی اس صورت پر ہوتی ہیں جو صورت ان کی اس دن تھی جب اللہ تعالیٰ نے انھیں پیدا کیا تھا۔

اب جناب باری تبارک و تعالیٰ رضوان کو' جو داروغۂ جنت ہے' بلاتا ہے۔ اسے حکم دیتا ہے کہ میرے اور میرے بندوں اور میری زیارت کرنے والوں کے درمیان سے حجاب اٹھادو۔

حجاب کے دور ہوتے ہی انھیں خداوندی نور اور تازگی نظر آتی ہے۔ چاہتے ہیں کہ سجدے میں گر پڑیں۔ اسی وقت جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے: بس' سجدے سے سر اٹھاؤ۔ عبادت کی جگہ دنیا تھی' اب یہ آخرت تو بدلے کا گھر ہے۔ تمھیں جو کچھ مانگنا ہو' مجھ سے مانگو' میں تمھارا رب ہوں۔ میں نے اپنے وعدے تم سے سچ کر دیے۔ تم پر اپنی بھرپور نعمتیں عطا فرمائیں۔ یہ تمھاری عزت افزائی کا مقام ہے۔ اب جو تم چاہو' مجھ سے مانگو۔

جنتی حضرات جواب دیتے ہیں کہ پروردگار! کون سی بھلائی ہے جو تو نے ہمارے ساتھ نہیں کی! تو نے ہم پر سکراتِ موت آسان کر دی۔ تو نے ہماری قبر کی تنہائی اور اندھیروں میں ہماری وحشت دور کر دی۔ صور کے پھونکنے کے وقت تو نے ہمیں گھبراہٹ اور پریشانی سے نجات دی۔ ہماری لغزشوں سے درگزر فرمایا۔ ہمارے عیوب کی پردہ پوشی کی' پُل صراط پر ہمیں ثابت قدم رکھا' اپنا قرب نصیب فرمایا' اپنے پاک کلام سے ہمیں لذّت آشنا کیا' اپنا نور ہم پر ظاہر فرمایا۔ کون سی بھلائی تو نے ہمارے ساتھ نہیں کی۔

لیکن پھر بھی انھیں اپنی آواز میں پکار کر' جناب باری عزّوجل یہی فرمائے گا کہ میں نے اپنے وعدے تم سے سچے کیے' تم پر اپنی نعمتیں بھرپور کیں' اب تم مجھ سے

مانگو کیا مانگتے ہو؟

وہ کہیں گے: الٰہی! ہم تیری رضا مندی کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ تو تمھیں مل چکی، تمھاری لغزشیں معاف کیں، تمھاری برائیوں کی پردہ پوشی کی، تمھیں اپنا قرب نصیب فرمایا، تمھیں اپنی باتیں سننے کا شرف بخشا، تم پر اپنے نور کا پرتو ڈالا۔ یہ ہے تمھاری عزت افزائی کی جگہ جو میں نے تمھیں عنایت فرمائی ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو۔

اب یہ جنتی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں دے گا، یہاں تک کہ ان کی تمنائیں سب پوری ہو جائیں گی۔ پھر بھی اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا: اور مانگو۔ یہ پھر مانگیں گے حتیٰ کہ ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ پھر بھی ان سے کہا جائے گا اور مانگو۔ یہ کہیں گے: بس ہم راضی ہیں۔ لیکن جناب باری تعالیٰ اپنے فضل خاص سے انھیں اور بھی مرحمت فرمائے گا اور جنت کی تروتازگی اس قدر بڑھا دے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کسی کان نے سنی، نہ کسی انسانی دل پر ان نعمتوں کا وہم گزرا۔

الغرض جمعہ کے دن، ان کے الگ ہونے تک، مزید لطف و کرم اور یہ مجلس اسی طرح ہوتی رہے گی۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، ان کے الگ ہونے کی مقدار کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے برابر۔ ربّ العالمین کا عرش بلند درجے کے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے، جن کے ساتھ بڑے بڑے فرشتے اور انبیا علیہم السلام ہوں گے۔ پھر ان بالاخانوں والوں کو اجازت دے دی جائے گی اور وہ اپنے زمردیں اور سبز بالاخانوں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ انھیں جمعے

کے دن سے زیادہ کسی چیز کا شوق نہ ہو گا کہ وہ اپنے رب کی زیارت کریں تا کہ وہ ان پر مزید اپنا فضل فرمائے اور ان کی عزت افزائی فرمائے۔ (دارقطنی)

○

غزوۂ احد کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے سامنے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

لوگو! ابھی ابھی مجھے وحی کی گئی ہے کہ جو شخص کسی حرام کام میں مبتلا ہو' پھر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اسے چھوڑ دے' اس کے گناہ خداوند کریم معاف فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص کسی مومن یا کافر سے نیکی کرے' وہ اپنا بدلہ ضرور پاتا ہے' جلدی حاصل ہونے والی دنیا میں یا دیر سے آنے والی آخرت میں۔

اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے' ہاں بچوں پر' عورتوں پر' بیماروں پر اور غلاموں پر فرض نہیں (وہ جمعہ نہ پڑھ سکیں تو ظہر پڑھ لیں)۔ یاد رکھو جو جمعہ کی نماز سے بے پروائی کرے' اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ موڑ لے گا اور اللہ تعالیٰ (سارے جہان سے) بے نیاز' بے پروا اور غنی ہے اور وہی تعریفوں والا اور مستحق تعریف ہے۔ (مجمع الزوائد)

○

رَمَضانُ المبارک

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک بار آپؐ نے ماہ شعبان کے آخری روز خطبہ دیا جس میں آپؐ نے فرمایا:

لوگو! تمھارے پاس عظمت اور برکت والا مہینہ آ رہا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینے کے روزے فرض کر دیے ہیں اور رات کا قیام نفل قرار دیا ہے۔ اس میں نفلی عبادت کا ثواب اور دنوں کی فرض عبادت کے برابر ہے اور اس میں فرض ادا کرنے والے کو' اور دنوں کے' ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ مہینہ باہمی غم خواری اور ہمدردی کا ہے' اس میں مومن کا رزق بڑھتا ہے۔ جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا' اس کے گناہ بخشے جائیں گے اور آتش دوزخ سے نجات پائے گا اور اسی روزے کے برابر ثواب پائے گا' بغیر اس کے کہ اس کے ثواب سے کچھ گھٹا دیا جائے۔

ہم نے کہا: یارسولؐ اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اتنا میسر نہیں ہوتا کہ اپنے پاس سے کسی کو افطار کرا سکے۔ آپؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو دے گا جو کسی روزے دار کو فقط لسّی' کھجور یا پانی کا ایک گھونٹ پلا دے اور جس نے روزہ دار کو کھلا کر سیر کیا' اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض میں سے ایسا پانی پلائے گا کہ وہ دخول جنت تک کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔

اس مہینے کا اوّل حصہ رحمت' درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ہے۔ جو اس مہینے میں اپنے غلام کا کام ہلکا کر دے' اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آگ سے نجات دلا دے گا۔ (مشکوٰۃ)

اِنفاق فی سبیل اللہ

حضرت عدیؓ بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں رسولؐ خدا کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں کچھ لوگ آئے، جنھوں نے بالوں کے کمبل اوڑھے ہوئے تھے، وہ امداد کے مستحق معلوم ہوتے تھے۔ ان کی غربت کے پیش نظر آپؐ نماز کے خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا:

لوگو! بچے ہوئے مال سے غریبوں کی امداد کرو۔ زیادہ نہ ہو تو ایک صاع غلہ ہی سہی، یا آدھا صاع، ورنہ ایک مٹھی یا آدھی مٹھی۔ تم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو آتش دوزخ سے بچائے، خواہ ایک کھجور یا آدھی کھجور ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ اگر اتنا بھی نہ مل سکے تو اچھی بات کے ساتھ سہی کیونکہ تمھیں خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ وہ تم سے یہی کہے گا، جو میں تم سے کہتا ہوں کہ کیا میں نے تمھیں مال اور اولاد نہیں دیے تھے؟

بندہ عرض کرے گا: ہاں۔

باری تعالیٰ فرمائے گا: کہاں ہے وہ جو تو نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے؟ اس وقت بندہ آگے پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھے گا مگر دوزخ کی گرمی سے بچنے کے لیے کوئی چیز نہ پائے گا۔ پس کم از کم نصف خرما دے کر دوزخ سے بچنے کا سامنا کرو۔ اگر وہ بھی نہ ہو تو نرمی سے جواب دے دیا کرو۔

مجھے یہ خوف بالکل نہیں کہ تم فاقہ کشی کا سامنا کرو گے کیونکہ خدا تمھارا ناصر ہے اور وہی دینے والا ہے حتیٰ کہ تنہا ایک عورت مدینہ اور حیرہ کے درمیان سفر کرے گی اور اس کو اپنی سواری پر چور چکار کا کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ (زاد المعاد)

حضرت عدیؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ ارشاد مبارک سنا تو مجھے خیال آیا

کہ ان دنوں بنوطے کے چور کہاں گئے ہوں گے؟ (یعنی جو کچھ ہو' مگر وہ چوری اور ڈاکہ زنی سے باز نہیں آئیں گے) مگر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایک عورت قادسیہ سے سفر کر کے حرم تک آتی ہے اور اس کو کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔ (بخاری)

○

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسولؐ خدا کو منبر پر یہ خطبہ دیتے ہوئے سنا' آپؐ نے فرمایا:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (آتش دوزخ سے بچو' گو آدھی کھجور سے ہی ہو)۔ وہ (صدقہ) کجی کو درست کر دیتا ہے' وہی موت کو دور کر دیتا ہے اور وہ بھوکے کے لیے بھی اتنا ہی کام کرتا ہے جتنا سیر شدہ کے لیے۔ (ابویعلیٰ)

اِسلام اور رہبانیت

ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو جمع ہونے کا حکم دیا' پھر ان کے سامنے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ عورتوں کو' کھانے کو' خوش بُو کو اور دنیا کی لذیذ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے لگے ہیں۔ میں تمھیں صوفی و درویش اور راہب و تارک دنیا بننے کا حکم دینے نہیں آیا کیونکہ گوشت کو اور عورتوں کو چھوڑ دینا اور خانقاہوں میں بیٹھ جانا میرے دین میں نہیں ہے۔ میری امت کی سیاحت روزہ ہے۔ ان کی رہبانیت جہاد ہے۔ اللہ کی عبادت کرتے رہو' اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ حج اور عُمرہ ادا کرتے رہو۔ نماز' روزہ اور زکوٰۃ ادا کرنے میں پابندی کرو۔ اور اِستقامت دکھاؤ تاکہ تمھارے معاملات بھی درست کر دیے جائیں۔ تم سے اگلے لوگ انھی سختیوں کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ جوں جوں وہ اپنے اوپر سختی کرتے گئے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان پر سختی کرتا گیا۔ ان کے بچے کھچے اب گرجوں اور عبادت گاہوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ (معالم التنزیل)

اس خطبے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ .... (المائدہ ۵: ۸۷)

اے لوگو' جو ایمان لائے ہو' جو پاک چیزیں اللہ نے تم پر حلال کی ہیں' انھیں حرام نہ کرو.....

خطبۂ بدر

ہجرت کے بعد کفار سے مسلمانوں کا پہلا معرکہ میدان بدر میں برپا ہوا۔ رسول ؐ خدا تین سو تیرہ صحابہؓ کو لے کر میدان بدر میں اترے۔ مسلمانوں کی صفوں کو مرتب کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کی' پھر یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

لوگو! میں تمھیں اس چیز کی طرف رغبت دلاتا ہوں جس کی رغبت خود اللہ عزّوجل نے دلائی ہے۔ اسی طرح میں تمھیں انھی چیزوں سے روکتا ہوں جن سے اللہ عزّوجل نے تمھیں روکا ہے۔ وہ جلال و بلندی والا عظیم الشان خدا حق باتوں کا ہی حکم فرماتا ہے۔ وہ سچائی کو پسند کرتا ہے۔ بھلائیاں کرنے والوں کو وہ اپنے پاس بڑے مرتبے عطا فرماتا ہے' اسی لیے ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور اسی طرح انھیں فضیلتیں ملتی ہیں۔

سنو' حق کی منزلوں میں سے ایک منزل پر آج تمھارے قدم آپہنچے ہیں۔ یہاں صرف وہی کام مقبول ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے ارادے سے کیا جائے گا۔ جنگ کے موقع پر صبر ہی وہ چیز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ رنج و غم کو دور کر دیتا ہے اور ان سے نجات دیتا ہے' ساتھ ہی آخرت کی نجات بھی میسر ہو جائے گی۔ تم میں خدا کا پیغمبر موجود ہے' جو تمھیں ڈراتا بھی ہے اور حکم بھی دیتا ہے (امر و نہی کر رہا ہے۔)

دیکھو' آج ایسی غلطی نہ کر بیٹھنا جس سے اللہ تعالیٰ تم سے ناخوش ہو جائے۔ فرمان خدا ہے کہ اللہ کی ناراضی کا وبال اس سے بہت زیادہ ہے جو تمھاری آپس کی ناراضی کا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام جو اپنی کتاب میں تمھیں دے چکا ہے اور

جو نشانیاں وہ تمھیں دکھلا چکا ہے' ذلت کے بعد اس نے تمھیں جو عزت عطا فرمائی ہے' اس کو پیش نظر رکھو۔ پس تم احکام خدا پر صبر و عزم کے ساتھ جم جاؤ۔ ربّ العالمین تم سے راضی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے اس جہاد کے موقع پر ایسی دعائیں کرو کہ جنت و مغفرت کا وعدہ جو اس نے تمھارے ساتھ کر رکھا ہے' پورا ہو جائے۔

بے شک وعدۂ خداوندی اٹل ہے' بے شک کلام خدا راست ہے' بے شک اس کے عذاب بڑے ڈراونے اور نہایت سخت ہیں۔ خود' میں بھی اور تم سب بھی' اسی حیّ و قیوم' زندہ و قائم خدا پر بھروسا رکھتے ہیں جس کی طرف ہم پناہ کے لیے جھکتے ہیں اور جس کا ہم سہارا لیتے ہیں۔ اسی پر ہم توکل کرتے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ ہماری اور جملہ مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔ (المغازی' الواقدی' ج ا' غزوۂ بدر)

ضابطۂ حیات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کا سفر کر رہے تھے۔ اس سفر میں ایک روز صحابہؓ کے سامنے تقریر کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا: ایک بار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

میرے صحابہؓ کے ساتھ بھلائی (سے پیش آنے) کی (میری) نصیحت قبول کرو۔ پھر ان کے بارے میں، جو ان کے بعد ہوں [یعنی تابعین]۔ پھر ان کے بارے میں، جو ان کے بعد ہوں [یعنی تبع تابعین]۔ پھر جھوٹ پھیل جائے گا، یہاں تک کہ لوگ خود بہ خود بن بلائے (جھوٹی) شہادتیں دینے لگیں گے۔

پس تم میں سے جو بھی جنت کے بہترین مقام کا مالک بننا چاہے، اسے لازم ہے کہ جماعت سے چمٹے رہے۔ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ لگا رہتا ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے۔

خبردار، کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اس لیے کہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

جسے اس کی نیکی اچھی لگے اور برائی بری لگے، وہ مومن ہے۔ (مسند احمد)

○

حضرت عَلقمہ بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسولؐ خدا نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں بعض مسلمان قبیلوں کی تعریف کی، پھر فرمایا:

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ نہ تو اپنے پڑوسیوں کو (دین) سمجھاتے ہیں، نہ انھیں نصیحت کرتے ہیں، نہ انھیں بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں، نہ انھیں برائیوں سے روکتے ہیں۔

اور کیا حال ہے ان لوگوں کا جو اپنے پڑوسیوں سے نہ (دین) سیکھتے ہیں' نہ علم سیکھتے ہیں' نہ پند و نصیحت سنتے ہیں۔ واللہ! لوگ یا تو اپنے آس پاس والوں کو سکھائیں' سمجھائیں' نصیحت کریں' نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور لوگ آس پاس والوں سے سیکھیں' سمجھیں' وعظ و نصیحت حاصل کریں ورنہ میں دنیا ہی میں انھیں سخت سزا دوں گا۔

○

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور اکرمؐ نے حسب ذیل خطبہ دیا:

لوگو! سنو' تم سے پہلے کے اہل کتاب ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری یہ امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی' جن میں سے ۷۲ جہنمی ہیں اور ایک جنتی۔ یہی جنتی گروہ "الجماعت" ہے۔

سنو اور باور کر لو کہ میری امت میں ایسی قومیں بھی نکلنے والی ہیں جن کے رگ و پے میں خواہشیں اس طرح سرایت کر جائیں گی جیسے باولے کتے کے کاٹے کا زہر اس شخص کے رگ و پے میں رچ جاتا ہے جسے وہ کاٹ لے کہ اس کا زہر ہر ہڈی اور ہر جوڑ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد' ابوداود)

سنّت اور بدعت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک روز) رسول ؐ خدا نے ایسا (پُر تاثیر اور درد بھرا) خطبہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے دل تھرّا گئے اور ہم زار زار رونے لگے۔ ہم نے کہا: یارسول ؐ اللہ! یہ تو آپ کا الوداعی خطبہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں کچھ آخری نصیحت فرماتے جایئے۔ آپ نے فرمایا:

میں نے تمھیں ایسے پاک صاف میدان میں چھوڑا ہے جہاں کی رات بھی دن کے برابر روشن ہے۔ میرے بعد تو وہی اِدھر سے اُدھر ہو گا جس کی قسمت پھوٹ گئی۔ میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا' وہ بڑے بڑے اختلاف دیکھے گا۔ پس تم اختلاف کے وقت میری جانی پہچانی سنّتوں اور ہدایت یافتہ خلفاے راشدین کے طریقوں سے وابستہ رہنا اور انھیں مضبوطی سے تھام لینا۔

تم فرماں برداری کرتے ہی رہنا' خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی ہو' کیونکہ مومن کی مثال تو نکیل والے اونٹ کی سی ہے کہ جدھر نکیل مڑی' اُدھر گھوم گیا۔ اللہ تعالیٰ کا لحاظ اور ڈر [ہمیشہ پیش نظر] رکھو۔ سنو اور اطاعت کرو خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد تم بہت سخت اختلاف دیکھو گے' پس میری اور ہدایت یافتہ خلفاے راشدین کی سنّت پر عمل پیرا رہنا اور انھیں مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ (دین میں) گھڑی ہوئی باتوں (پر عمل کرنے) سے بچو' کیونکہ ہر گھڑی ہوئی بات (بدعت) گمراہی ہے۔ (ابنِ ماجہ)

تصوّرِ دیانت

حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے قبیلہ بنو اسد کے ایک شخص کو' جن کا نام ابن اللُّتبِیّہ تھا' قبیلہ بنو سلیم کے صدقات وصول کرنے کے لیے عامل بنا کر بھیجا۔ وہ واپس آئے تو انھوں نے کچھ مال تو آنحضورؐ کے حوالے کر دیا اور کچھ مال یہ کہہ کر رکھ لیا کہ یہ مجھے بطور ہدیہ اور تحفہ کے ملا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: خوب' اگر تم اپنے گھر میں بیٹھے رہتے تو پھر دیکھتے کہ کون آ کر تمھیں یہ تحفے تحائف دیتا ہے۔ ابوحمید ساعدیؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسولؐ خدا اٹھ کھڑے ہوئے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی' پھر فرمایا:

جب میں تم میں سے کسی شخص کو تحصیل دار بنا کر بھیجتا ہوں تو وہ واپس آ کر کہتا ہے کہ یہ آپؐ کا مال ہے اور یہ تحفے ہیں جو مجھے دیے گئے۔ اگر وہ سچ کہتا ہے تو کیوں اپنے ماں باپ کے گھر نہیں بیٹھتا' جہاں لوگ اسے تحفے بھیجتے رہیں۔ خدا کی قسم' جو شخص ناجائز طور پر کوئی چیز لے گا' قیامت کے دن اسے اٹھاتے ہوئے دربار خداوندی میں حاضر ہو گا۔ میں تم میں سے ان شخصوں کو پہچانوں گا جو ایک بڑبڑاتے ہوئے اونٹ یا آواز دینے والی گائے یا ممیاتی ہوئی بکری اٹھائے خدا کے سامنے پیش ہوں گے۔

پھر آپؐ نے دونوں ہاتھ بلند کر کے فرمایا: یاالٰہی' کیا میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا! (مسلم شریف)

خیانت سے اِجتناب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کے دور میں دو تین بار ایسے واقعات پیش آئے کہ کسی شخص نے دشمن کی فوج سے کوئی چیز چھین لی' مگر بیت المال میں جمع نہ کرائی۔ اس پر ایک روز آپ نے حسب ذیل خطبہ دیا:

میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کی گردن پر (خیانت کا) بڑبڑاتا ہوا اونٹ سوار ہو اور کہے: یارسولؐ اللہ! میری مدد فرمائیں اور مجھے کہنا پڑے کہ اب میں کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو (صحیح بات) تجھ تک پہنچادی تھی۔

میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کی گردن پر ہنہناتا ہوا گھوڑا سوار ہو اور کہے: یارسولؐ اللہ! میری مدد کریں اور مجھے یہ کہنا پڑے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو (صحیح بات) تجھ تک پہنچادی تھی۔

میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کی گردن پر چیخنے والی بکری سوار ہو اور کہے: یارسولؐ اللہ! میری مدد کریں' اور میں کہوں کہ اب میں کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو (صحیح بات) تجھ تک پہنچادی تھی۔

تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کی گردن پر واویلا کرتا ہوا کوئی غلام یا مقتول سوار ہو اور وہ (اٹھانے والا) کہے: یارسول اللہ! میری مدد کریں اور مجھے کہنا پڑے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو (صحیح بات) تجھ تک پہنچادی تھی۔

میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن کسی کی گردن پر چیتھڑے اُڑ رہے ہوں اور کہے: یارسولؐ اللہ! میری مدد کریں اور

مجھے کہنا پڑے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تمھیں سمجھا دیا تھا کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی شخص کے ذمے خیانت کا مال ہو اور کہے: یارسولؐ اللہ! میری مدد کریں اور مجھے کہنا پڑے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو (صحیح بات) تم تک پہنچا دی تھی۔ (مسلم شریف)

○

حضرت جرماسؓ بن زیاد سے روایت ہے کہ ایک بار رسولؐ خدا نے اپنی ناقہ پر بیٹھے بیٹھے خطبہ دیا، جس میں فرمایا:

خیانت سے بچو کہ وہ بدترین ساتھی ہے۔ ظلم سے بچو کہ وہ قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہو گا۔ طمع اور لالچ سے بچو کہ اسی چیز نے تم سے پہلوں کو غارت کر دیا حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کا خون بہانے لگے اور انھوں نے اپنے رشتے ناتے توڑ ڈالے۔ (طَبَرانی اوسط و کبیر)

دُنیا کا فتنہ

حیات طیبہ کے آخری دور میں حجتہ الوداع سے واپسی پر ایک روز آپ' شہداے اُحد کے مقابر پر تشریف لے گئے۔ رقت آمیز انداز میں ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر مسجد میں آکر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

میں تمھارے لیے سامان آخرت تیار کرنے کے لیے تم سے آگے جانے والا ہوں۔ میں تم پہ گواہ ہوں۔ قسم خدا کی میں اس وقت بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں'

یا فرمایا: زمین کی چابیاں (عطا فرمائی گئی ہیں)۔

واللہ' مجھے تمھارے بارے میں یہ خدشہ نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے۔ ہاں' البتہ یہ کھٹکا ہے کہ تم دُنیا میں رغبت کرنے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگو گے۔ **(بخاری شریف)**

دُنیا اور نیکی

حضرت عَمرُوؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے ایک روز اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

سن لو! دنیا اسی موجودہ سازوسامان کا نام ہے' جسے نیک و بد سب کھا رہے ہیں اور آخرت ایک حقیقی وقت مقرر ہے جس میں قدرتوں والا بادشاہ (اللہ رب العالمین) خود فیصلہ کرے گا۔ (ایک روایت میں ہے کہ آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں عادل اور قدرت والا بادشاہ فیصلے فرمائے گا) جن میں حق کو ثابت کر دے گا اور باطل کو باطل۔

آخرت والے بنو' دنیا والے نہ بنو۔ ہر اولاد اپنی ماں کے پیچھے چلتی ہے۔ تمام کی تمام بھلائی اپنے پیروکاروں کے ساتھ جنت میں داخل ہو گی اور تمام کی تمام برائی اپنے پیروکاروں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو گی۔ پس تم عمل کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور اس بات کا یقین رکھو کہ تمھیں (ایک دن) تمھارے اعمال کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

(جس نے ایک ذرے کے برابر بھی نیکی کی ہو گی' وہ اسے دیکھ لے گا' اور جس نے ایک ذرے کے برابر بدی کی ہو گی' وہ بھی اسے دیکھ لے گا)۔ (الشافعی)

قرابت داروں کے لیے صدقہ

عبداللہؓ بن طارق کا بیان ہے کہ ایک بار میں کھجوریں خریدنے مدینہ گیا۔ ہم لوگ شہر سے باہر ٹھہرے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آ کر ہمارا حال احوال پوچھنے لگا۔ اس نے دو پرانی چادریں پہنی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے ہمارے سرخ اونٹ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا: کیا تم اس کو بیچو گے؟ ہم نے جواب دیا: ہاں' اتنی کھجوروں کے عوض۔ (اس نے سودا منظور کیا اور) وہ اونٹ لے کر چلا گیا۔ ہم نے آپس میں کہا: یہ ہم نے کیا کیا! بغیر جانے ہم نے اونٹ کیسے دے دیا ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک شخص بہت سی کھجوریں لیے ہوئے آیا اور کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں دی ہیں۔ ان میں یہ تو اونٹ کی قیمت ہیں اور یہ تمھاری مہمانی کی ہیں۔ عبداللہؓ بن طارق کہتے ہیں کہ ہم نے کھجوریں وصول کر لیں۔ پھر مسجد نبویؐ میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا ہمارے اونٹ کا وہی مقدس خریدار ذیل کا خطبہ دے رہا ہے۔ ہم نے اس کو سنا اور ہمارے دل پر اس عمدہ سلوک اور ایسی بہترین تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ ہم بلا تامل حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ خطبے کے الفاظ یہ ہیں:

لوگو! خیرات دیا کرو' خیرات دینا تمھارے حق میں بہتر ہے۔ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی (دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے)۔

ماں کو' باپ کو' بہن کو' بھائی کو' پھر قریبی رشتہ داروں کو دیا کرو۔ جو جس قدر زیادہ قریب ہے' اس کا حق اسی قدر زیادہ ہے۔ (زاد المعاد)

ایک مبارک خواب

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نماز فجر کے لیے آنحضورؐ دیر سے تشریف لائے۔ معلوم ہوتا تھا گویا سورج نکلنے ہی والا ہے۔ بہرحال آپؐ نے نماز پڑھائی اور سلام پھیرتے ہی ہماری طرف رخ کیا' پھر بلند آواز سے ہدایت کی کہ سب لوگ اپنی جگہ بیٹھے رہیں۔ بعدازاں حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

میں تمھیں بتلاتا ہوں کہ آج صبح مجھے دیر کیوں لگی۔ میں رات کو اٹھا' وضو کر کے' جتنی نماز مقدر میں تھی' ادا کی۔ نماز ہی میں مجھ پر اونگھ جیسی کیفیت طاری ہو گئی' بدن بوجھل ہو گیا۔ ناگہاں میں دیکھتا ہوں کہ اللہ عزوجل بہترین صورت میں میرے سامنے ہے اور فرما رہا ہے: اے محمدؐ!

میں نے کہا: اے میرے رب' میں حاضر ہوں۔

فرمایا: بتلاؤ' بلند درجے کے فرشتے اس وقت کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا: پروردگار' میں نہیں جانتا۔

تو میں نے دیکھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی پوروں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی۔ پھر ہر چیز میرے سامنے کھل گئی اور میں نے ہر چیز پہچان لی۔

اب پھر فرمایا کہ اے محمدؐ! میں نے پھر لبیک اے پروردگار کہا۔ فرمایا: بتلاؤ بلند مرتبہ فرشتے کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا: کفاروں کے بارے میں پوچھا: بتلاؤ کفارے کیا ہیں؟

میں نے کہا: چل کر نماز کی جماعتوں میں جانا' نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھے رہنا' تکلیف کے وقت کامل وضو کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: ان فرشتوں کی بات چیت اور کس امر میں ہو رہی ہے؟

میں نے کہا: درجوں کے بارے میں۔

پوچھا: وہ کیا ہیں؟

میں نے عرض کیا: کھانا کھلانا' نرم کلامی کرنا' لوگوں کے سونے کے وقت نماز ادا کرنا۔

فرمایا: کچھ مانگ' تو میں نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے نیکیوں کی توفیق اور برائیوں سے بچنے کی توفیق اور مسکینوں کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے بخشے اور مجھ پر رحم فرمائے اور یہ کہ جب تو کسی قوم کو فتنے میں ڈالنا چاہے' تو مجھے اس فتنے میں پڑنے سے پہلے ہی وفات دے دے۔ الٰہی! میرا سوال ہے کہ مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ان کی محبت بھی دے جن سے تو محبت کرتا ہے اور ان اعمال کی چاہت دے جو تیری محبت سے نزدیک کرنے والے ہیں۔

پھر حضورؐ نے اپنے مقتدیوں سے فرمایا: سنو' یہ سب حق اور سچ ہے۔ تم اسے سیکھو اور دوسروں کو سکھاتے رہو۔ (مسند احمد' ترمذی شریف)

نیکی اور بدی کے راستے

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک روز صحابہؓ بیٹھے تھے کہ رسولؐ خدا تشریف لائے اور مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اے جماعت مسلمین! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آتے رہو کیونکہ کسی نیک کام کا ثواب صلہ رحمی کے ثواب سے جلدی ملنے والا نہیں۔ ظلم و زیادتی' بغاوت و سرکشی سے بچتے رہو' کیونکہ کسی گناہ پر اس قدر جلد سزا نہیں ملتی تھی' جتنی سرکشی اور بغاوت پر۔ لوگو! ماں باپ کی نافرمانیوں سے بچو کیونکہ جنت کی خوش بو ایک ہزار سال کے فاصلے سے آ جاتی ہے مگر خدا کی قسم' ماں باپ کے نافرمان' رشتوں ناتوں کو توڑنے والے' بڑھاپے میں زناکاریاں کرنے والے اور فخرو تکبر سے اپنے تہمد یا پاجامے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے اسے نہ پا سکیں گے۔

یاد رکھو' کبریائی اور بڑائی صرف اللہ ہی کے لیے ہے جو سب کا پالن ہار ہے۔ جھوٹ سرتاپا گناہ کی چیز ہے' سوائے اس کے جس سے تو کسی مومن کو نفع پہنچائے یا اس کے ذریعے اپنے دین سے کسی نقصان کو دور کرے۔ جنت میں ایک بازار ایسا ہے' جہاں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوتی۔ اس میں صرف صورتیں ہیں جو مرد یا عورت جس صورت کو پسند کرے' وہی صورت اس کی ہو جائے گی۔ (طبرانی)

جہاد کی فضیلت

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول پاکؐ نے صحابہؓ کے مجمع میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا' جس میں ارشاد فرمایا:

جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ ایمان کی افضل ترین صورتیں ہیں۔ یہ سن کر ایک صحابی کھڑے ہوئے اور دریافت کیا کہ یارسولؐ اللہ! اگر میں راہ خدا میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا یہ میرے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں' بشرطیکہ تو راہ خدا میں اس حال میں قتل کیا جائے کہ تو صبر کرنے والا' ثواب آخرت کی جستجو کرنے والا اور آگے بڑھنے والا ہو' نہ کہ پیچھے ہٹنے والا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟

ان صحابی نے کہا: اگر میں راہ خدا میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا یہ میرے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں' بشرطیکہ تو راہ خدا میں اس حال میں قتل کیا جائے کہ تو صبر کرنے والا' ثواب کی جستجو کرنے والا اور آگے بڑھنے والا ہو' نہ کہ پیچھے ہٹنے والا' سوائے قرض کے (کہ وہ معاف نہ ہو گا) کیونکہ جبریلؑ نے (ابھی ابھی) یہ بات مجھے بتائی ہے۔ (مسلم شریف)

جہاد

جنگ اُحد کے موقع پر جب مسلمان' کفار کے بالمقابل صف آرا ہوئے تو آپ' نے ان کے سامنے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! میں تمھیں وہی وصیّت کرتا ہوں جو وصیّت جناب باری تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کی ہے۔ یعنی یہ کہ تم اس کی اطاعت بجالاتے رہو اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرتے رہو۔

سنو! آج تم اجر و ذکر کی جگہ ہو۔ جو شخص ذکر پر جم جائے' صبر و یقین' پختگی اور خوش نفسی سے جہاد کرے' وہ خدا کے ہاں اجر پائے گا۔ اس کا نام دونوں جہان میں بلند ہو جائے گا کیونکہ دشمن سے جہاد کرنا سخت اور مشکل کام ہے۔ اس پر صبر بہت کم لوگوں سے ہوتا ہے۔ وہی یہاں ثابت قدم رہتے ہیں جنھیں اپنے ہدایت یافتہ ہونے پر پختہ یقین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے جو اس کی اطاعت کرے اور جو اس کی نافرمانی کرے' اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ اپنے اعمال کو جہاد کی سختیوں پر صبر کرنے سے شروع کرو۔ اس کے ذریعے ان چیزوں کو تلاش کرو جن کا اللہ نے تم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

میرے احکام کی فرماں برداری کو لازم پکڑے رہو کیونکہ میں تمھاری ہدایت پر حریص ہوں۔ اختلاف جھگڑا اور جنگ سے جی چرانا عجز اور ضعف ایسی چیزیں ہیں جن کو اللہ ناپسند کرتا ہے اور ان پر فتح و نصرت عطا نہیں فرماتا (المغازی الواقدی' ج ۱' غزوۂ احد)۔

خطبۂ تبوک

۹ ہجری میں غزوۂ تبوک پیش آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار صحابہؓ کو ساتھ لے کر تبوک کے مقام پر پہنچے اور مجاہدین کے سامنے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

سب سے زیادہ سچی بات کتاب خدا قرآن کریم ہے اور سب سے مضبوط سہارا تقویٰ کا کلمہ ہے۔ سب سے بہتر ملت' ملتِ ابراہیمیؑ ہے۔ سب طریقوں سے بہترین طریقہ' خدا کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ تمام باتوں میں بہتر بات اللہ کا ذکر ہے۔ سب قصوں میں سے بہتر یہ قرآن ہے۔ بہترین کام وہ ہیں جو انسان پوری تن دہی اور عزمِ راسخ سے کرے اور بدترین کام وہ ہیں (جو دینِ خدا میں) از خود وضع کر لیے جائیں۔ تمام راہوں میں سب سے عمدہ راہ پیغمبروں کی راہ ہے۔ سب سے بہتر موت جامِ شہادت پینا ہے۔ سب سے برا نابیناپن' ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ بہتر عمل وہ ہے جو نفع دے اور بہتر ہدایت وہ ہے جس پر عمل کیا جائے۔ بدترین اندھاپن دل کا اندھاپن ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے' جو چیز کم ہو مگر کافی ہو' وہ اس سے بہتر ہے جو ہو تو زیادہ' مگر غافل کرنے والی ہو۔ بدترین معذرت' موت کے وقت کی معذرت ہے۔ بدترین ندامت قیامت کے دن ہو گی۔

سنو' بعض ایسے لوگ ہیں جو بہت دیر کر کے (نماز) جمعہ میں آتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو خدا کا ذکر لاتعلقی سے کرتے ہیں۔ بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک جھوٹی زبان ہے۔ بہترین تونگری دل کی تونگری ہے۔ اصلی کار آمد توشہ تقویٰ ہے۔ دانائیوں کا سرتاج اللہ عزوجل کا ڈر ہے۔ دلوں کی سب سے پسندیدہ چیز یقین ہے۔ شک کفر کا ایک جزو ہے۔ میت پر چیخنا چلانا جاہلیت کا عمل ہے۔ خیانت

دوزخ کی آگ ہے۔ شراب کا پینا دوزخ کی آگ سے داغے جانے کے مترادف ہے۔ (برے) شعر ابلیس کی طرف سے ہیں۔ شراب تمام گناہوں کا منبع ہے۔ سب سے بری خوراک یتیم کا مال ہے۔

سعادت مند انسان وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدنصیب انسان وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی برا لکھ دیا گیا ہو۔ تم میں سے ہر ایک کو چار ہاتھ کے گڑھے میں جانا ہے اور معاملہ آخرت پر منحصر ہو گا۔ عمل کا مدار انجام کار پر ہو گا۔ سب سے برا خواب جھوٹا خواب ہے۔ ہر آنے والی چیز قریب ہے۔

مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ اس کا گوشت کھانا [اس کی غیبت کرنا] خدا کی نافرمانی ہے۔ اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔ جو اللہ کے مقابلے میں قسم کھائے گا اور اس کو جھٹلا دے گا' جو (دوسروں کی خطائیں) بخش دے گا' اسے بخش دیا جائے گا۔ جو (دوسروں کو) معاف کر دے گا اللہ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ جو غصّہ پی جائے گا' اللہ اسے اس کا اجر دے گا۔ جو مصیبت پر صبر کرے گا' اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا۔ جو آدمی لوگوں کے عیبوں کو پھیلائے گا (ریاکاری کرے گا) اللہ اسے ذلیل کر دے گا' جو صبر کرے گا' اللہ اس کے صبر پر اسے دہرا اجر دے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا' اللہ اس کو عذاب دے گا۔

میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں' میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں' میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں۔ (زاد المعاد)

سورج اور چاند گہن

آنحضورؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو اسی روز سورج گہن لگا۔ آپؐ نے اعلان کرایا کہ سب لوگ نماز کے لیے مسجد میں جمع ہو جائیں۔ لوگ اکٹھے ہوئے تو آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھائی جس میں آپؐ نے طویل قرأت کی۔ نماز میں مرد اور عورتیں شریک تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو غشی آ گئی۔ نماز اس وقت ختم ہوئی جب سورج' گہن سے آزاد ہو چکا تھا۔ نماز کے بعد آپؐ نے ایک خطبہ دیا' جس میں فرمایا:

سورج اور چاند کو نہ کسی کے پیدا ہونے سے گہن لگتا ہے نہ کسی کی موت سے' بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ڈراتا ہے۔ اے اُمت محمدؐ! تم جب انھیں دیکھو تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ سے دعائیں کرو' تکبیریں کہو' صدقہ دو' اللہ کا ذکر کرو' اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو' یہاں تک کہ گہن کھل جائے۔ اے امت محمدؐ! خدا کی قسم' اللہ تعالیٰ سے زیادہ اس معاملے میں غیرت مند کوئی نہیں کہ اس کا کوئی بندی یا اس کی کوئی لونڈی زنا کرے۔ اے اُمت محمدؐ! اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو' بہ خدا' تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ ہر وہ چیز جس کو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا' وہ میں نے اب اسی جگہ دیکھ لی ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی۔ مجھے بذریعہ وحی خبر دی گئی ہے کہ تمھیں قبروں میں آزمایا جائے گا۔ دجال کے فتنے کے قریب (قریب یا اس کی طرح) تم میں سے کسی کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا: اس شخص کے بارے میں تمھیں کیا کچھ معلوم ہے؟ صاحبِ ایمان (یا فرمایا: صاحبِ یقین) کہے گا: یہ اللہ کے رسول محمدؐ ہیں' ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے' چنانچہ

ہم نے تسلیم کر لیا' آپؐ پر ایمان لے آئے اور آپ کی اتباع کی۔ پس اس سے کہا جائے گا: آرام سے سو جاؤ' ہم نے جان لیا ہے کہ تم صاحبِ یقین تھے مگر منافق یا شک کا مارا انسان کہے گا: مجھے کچھ معلوم نہیں۔ لوگوں کو کچھ کہتے سنا تو میں نے بھی وہی کہہ دیا تھا۔

پھر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ عذابِ قبر سے خدا کی پناہ مانگیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم نے دیکھا آپؐ اپنی جگہ سے کوئی چیز پکڑنے لگے' پھر ہم نے دیکھا کہ آپؐ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے؟

آپؐ نے فرمایا: میں نے جنت دیکھی تو ایک خوشے کو پکڑنا چاہا' اور اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم اس میں سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔ پھر مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ اتنا بھیانک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ لوگوں نے پوچھا: یارسولؐ اللہ! کس بنا پر؟

آپؐ نے فرمایا: ان کے کفر اور ناشکری کی وجہ سے۔

پوچھا گیا: کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔ اگر تم کسی عورت سے عمر بھر احسان کرو' پھر وہ کوئی ذرا سی کمی دیکھ لے تو کہے گی: میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ (متفق علیہ)

خطبۂ نکاح

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے نکاح کے موقع پر رسولؐ خدا نے حضرت ابوبکرؓ ' حضرت عمرؓ ' حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو بلوایا۔ اسی طرح انصار کے کچھ لوگوں کو بھی دعوت دی۔ سب لوگ آگئے تو آپؐ نے حسب ذیل خطبۂ نکاح ارشاد فرمایا:

تمام تعریفیں ہیں اس خدا کی جو اپنی نعمتوں کی بدولت محمود ہے' اپنی قدرتوں کی وجہ سے معبود ہے۔ اس کی طاقت اور قوت کی بدولت اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ جس کے عذاب اور جلال سے ہر وقت ڈرا جاتا ہے' جس کا حکم اس کی زمین میں اور اس کے آسمان پر نافذ ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور ان کو اپنے احکام کی تمیز کرا دی' اور اپنے دین کے ذریعے ان کو عزت بخشی' اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کو بزرگی عطا کی۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازدواجی رشتے کو قرابت کا ذریعہ مقرر کیا ہے اور اسے ایک ضروری چیز قرار دیا ہے جس سے رشتہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور تمام لوگوں کو فطرتاً اس کی طرف راغب کیا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ○

(وہی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور نسب اور دامادی کے رشتے مقرر فرمائے اور تیرا پروردگار بڑی طاقت والا ہے)۔

پس اللہ کے حکموں کا تعلق قضائے الٰہی سے ہے' اور قضائے الٰہی کا سلسلہ تقدیر پر ختم ہوتا ہے۔ ہر قضا کے لیے قدر ہے اور ہر قدر کے لیے ایک خاص وقت مقرر

ہے اور ہر کام کا وقت لکھا جا چکا ہے:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتَابِ ○ (الرعد ۱۳:۳۹)

(اللہ جو کچھ چاہتا ہے' مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور ام الکتاب [اصل کتاب] اسی کے پاس ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب کے ساتھ کر دوں۔ پس تم سب گواہ رہو کہ میں نے ۴۰۰ مثقال چاندی کے عوض ان کا عقد کر دیا' بشرطیکہ علی رضامند ہوں۔

ضابطۂ حیات

حضرت عیاضؓ بن حمار المجاشعی سے روایت ہے کہ ایک بار، غالباً مدینہ منورہ کے ابتدائی زمانے میں، آپؐ نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

آگاہ ہو جاؤ، میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو باتیں آج مجھے سکھائی گئی ہیں، وہ تمھیں بتا دوں (خدا نے فرمایا ہے) کہ جو مال میں نے اپنے بندے کو اپنی مہربانی سے عطا کیا ہے، وہ اس کے لیے حلال ہے۔ میں نے اپنے بندوں کو راہ حق پر پیدا کیا تھا مگر شیطان ان کے پاس آئے اور انھوں نے ان کو دین حنیف سے دُور کر دیا اور میری حلال کردہ چیزوں کو ان کے لیے حرام کر دیا اور ان کو شرک کرنے کی ہدایت کی جس کے لیے میں نے کوئی سند نہیں اُتاری تھی۔

(پھر فرمایا) اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف دیکھا تو باقی اہل کتاب کے سوا تمام انسانوں کو، خواہ وہ عرب ہوں یا عجم، ناپسند فرمایا اور کہا: میں نے تمھیں اس لیے بھیجا ہے کہ تم کو اور تمھارے ذریعے دوسروں کو آزماؤں اور تم پر ایسی کتاب اتاری جو پانی سے محو نہیں ہو سکتی۔ (بلکہ سینوں میں محفوظ ہے) تم اسے سوتے جاگتے پڑھ سکتے ہو اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ قریش کو جلا ڈالو (یا پیس ڈالو، یعنی کفر کو مٹا کر، کفار کے غلبہ کو ختم کرنا)۔ میں نے کہا: الٰہی! وہ بڑی طاقت ور قوم ہے مجھے توڑ کر رکھ دے گی۔ خدا نے فرمایا: ان کو ایسا نکال دو جیسا انھوں نے تجھ کو نکال دیا ہے۔ ان سے لڑو، اسباب ہم فراہم کریں گے۔ تم خرچ کرو، ہم دیں گے۔ تم ایک لشکر روانہ کرو، ہم اس کا پانچ گنا بھیج دیں گے اور اپنے مطیع اور فرماں بردار لوگوں کو لے کر نافرمانوں سے خدا کی راہ میں غزوہ کرو۔

(پھر فرمایا) تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: (۱) منصف، سخی اور نیک حاکم۔ (۲) رشتہ

داروں اور عام مسلمانوں کے ساتھ مہربانی کرنے والا نرم دل آدمی' (۳) عیال دار' باعفت سوال سے بچنے والا شخص۔

پانچ قسم کے لوگ دوزخی ہیں: (۱) کمزور' بے شعور' آوارہ گرد جو دوسروں پر بوجھ ہو اور بال بچوں کے جھمیلے سے الگ رہے (۲) وہ جو خیانت کے کسی موقع سے نہیں چوکتا۔ (۳) وہ شخص جو تمھیں تمھارے مال و منال اور اہل و عیال کے بارے میں دھوکا دیتا ہے۔ (۴) آپؐ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر کیا (۵) بدگو فحش بکنے والا اور لعنت ملامت بہ کثرت کرنے والا بدخلق' بدزبان۔

(ایک اور روایت میں ہے کہ) اللہ تعالٰی نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم تواضع اختیار کرو اور کوئی شخص دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی شخص دوسرے کے خلاف بغاوت اور سرکشی اختیار کرے۔ (مسلم شریف)

○

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جنگِ تبوک کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی سے ٹیک لگائے ہوئے مندرجہ ذیل خطبہ دیا:

میں تمھیں بتلاؤں کہ بہتر لوگ کون ہیں اور بدتر کون ہیں۔ سنو! بہتر انسان وہ ہے جو راہ خدا میں کام (یعنی جہاد) کرے' اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر یا اپنے اونٹ کی پیٹھ پر یا اپنے پاؤں پر' یہاں تک کہ اسے موت آ جائے۔ اور بدتر انسان وہ فاسق و فاجر انسان ہے جو قرآن تو پڑھتا ہو لیکن اس کی کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرے۔ (نسائی)

اسلام اور جاہلیت

قبیلہ بنو مراد کا ایک وفد آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد میں شامل ایک مقرر ظلبیان نے تقریر کی جس میں قدیم تاریخ کے حوالے سے بتایا کہ طائف اور اس کا نواحی علاقہ کسی زمانے میں بنو مراد کی ملکیت تھا' پھر دشمنوں نے بہ جبر ہم سے چھین کر ہمیں ساحلی علاقوں کی طرف ہجرت پر مجبور کر دیا۔ آخر میں اس نے حضورؐ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کا حامی ہے' آپ ہمارا حق دلوایئے۔

اسی محفل میں مخالف بنو ثقیف کے سردار اخنس بن فریق اور اسود بن مسعود ثقفی بھی موجود تھے۔ انھوں نے کھڑے ہو کر جوابی تقریر کی اور صورت حال کا دوسرا نقشہ پیش کیا اور طائف پر اپنا حق جتلایا۔ فریقین کی تقریروں سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ ایک بے معنی جھگڑا ہے اور ان لوگوں کے اندر ابھی تک حُبِّ دنیا اور جاہلیت کے اثرات موجود ہیں۔ اس موقع پر رسولؐ خدا نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیوی نعمتیں ریت کے چمک دار ذرات سے بھی کمتر اور ذلیل ہیں اور اگر اللہ کے ہاں مکھی کے برابر بھی ان کی توقیر ہوتی تو کوئی مسلمان محتاج نہ رہتا' نہ کوئی کافر یہاں عیش کرتا۔ اگر لوگوں کو اپنی اجل مقرر معلوم ہو جائے تو ان پر عرصۂ حیات تنگ ہو جائے اور عیش و عشرت انھیں بالکل راس نہ آئے' لیکن اجل مخفی رکھی گئی ہے اور خواہشات پھیلائی گئی ہیں۔

زمانۂ جاہلیت کو اس نام سے اسی لیے نامزد کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے اعمال بے بنیاد تھے اور وہ مذہب سے کورے تھے۔ پس جو کوئی شخص اسلام (کی نعمت) سے مشرف ہوا' اس کے قبضے میں جو بنجر یا آباد زمین ہو' وہ شریعت کا مقررہ حصہ ادا کرنے

کے بعد اس کی سمجھی جائے گی۔ یہ حصہ (عشر یا خراج) ہر مسلمان اور معاہد ذمی پر مقرر ہو چکا ہے۔ جاہلیت والے غیراللہ کو پوجتے رہے' وہ اپنے اعمال کی سزا ضرور بھگتیں گے۔ ان کا عذاب روز قیامت تک موخر کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالٰی نے اپنی قدرت' جلال اور غلبے کے باوجود ان کو موقع دیا۔ سو' طاقت ور لوگ کمزوروں پر غالب آئے اور بڑی قوموں نے چھوٹی جماعتوں کو ہڑپ کر لیا۔ خدا بہت بڑا اور بزرگ ہے۔ زمانۂ جاہلیت کے تمام خون بہا اور ناجائز معاملات ملیامیٹ ہو چکے۔ جو گزر چکا' وہ اللہ نے معاف کر دیا اور جو کوئی آئندہ ایسا کرے' اللہ اس کو سزا دے گا۔ اللہ غالب اور سزا دینے والا ہے۔ (مواہب الفتحیہ)

پانچ برائیاں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسولؐ خدا نے مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اے گروہ مہاجرین! میں خدا سے تمھارے لیے پانچ باتوں میں پڑنے سے پناہ مانگتا ہوں:

۱۔ جب کسی قوم میں برملا فحش کام ہونے لگتے ہیں تو وہ لوگ طاعون اور دوسری ایسی گوناگوں بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن سے ان کے اسلاف محض ناآشنا اور بے خبر تھے۔

۲۔ اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگتی ہے تو وہ قحط سالی' سخت مصائب اور حکمرانوں کے مظالم میں پھنس جاتی ہے۔

۳۔ اور جب کوئی قوم زکوۃ ادا نہیں کرتی تو ان پر بارش بند ہو جاتی ہے۔ اگر ان کے چوپائے نہ ہوں تو ان پر مینہ کی ایک بوند بھی نہ برسے۔

۴۔ اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ ان پر دشمن مسلط کر دیتا ہے جو ان کے اموال چھین لیتا ہے۔

۵۔ اور جب کسی ملک کے حکام' احکام خداوندی کے مطابق فیصلے کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور احکام خداوندی میں اپنی مرضی برتتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قوم میں لڑائی ڈال دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

فتح مکّہ کے موقع پر

فتح مکّہ کے موقع پر رسولؐ خدا نے جو کچھ ارشاد فرمایا' اسے مختلف راویوں نے بیان کیا ہے۔ (بخاری' مسلم)' ابوداؤد' ابن ماجہ اور ابن کثیر میں مذکور آپؐ کے ارشادات ذیل میں یک جا پیش کیے جا رہے ہیں:

حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اس شہر مکّہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود ہی ذی حرمت' باعزت' متبرک اور مبارک بنایا ہے نہ کہ لوگوں نے۔ جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو' اسے یہاں خون بہانا حلال نہیں' نہ یہاں کا درخت کاٹنا حلال ہے۔ اگر کوئی میرے آج کے جہاد کو دلیل بنا کر رخصت نکالنا چاہے تو تم اسے جواب دینا کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دے دی تھی لیکن تمھیں اس نے اجازت نہیں دی۔ مجھے بھی اللہ نے دن میں بس گھڑی بھر کے لیے رخصت دی تھی۔ اس وقت مکّہ کی حرمت ویسی ہی لوٹ آئی ہے جیسی کل تھی۔ تم میں سے جو موجود ہیں' ان پر فرض ہے کہ جو حاضر نہیں' ان تک میرا یہ خطبہ پہنچا دیں۔ (متفق علیہ)

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ ○

(اللہ تعالیٰ نے شراب کی' مردار کی' سؤر کی اور بتوں کی تجارت حرام کر دی ہے)۔

اس پر کسی نے سوال کیا: حضورؐ ! مردار کی چربی کی بابت کیا حکم ہے؟ اس سے کشتیاں روغن کی جاتی ہیں' کھالوں پر لگائی جاتی ہے' اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

نہیں' وہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہود کو غارت کرے' جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیاں حرام کیں تو انھوں نے اسے پگھلایا' پھر اسے بیچ ڈالا اور اس کی قیمت

کھا گئے۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی عصبیت اور باپ دادا پر فخر کرنے کی برائی تم سے دور کر دی ہے۔ انسانوں کی اب دو ہی قسمیں ہیں: یا تو وہ نیک اور پرہیزگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز' یا بد اور غیر متقی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھیں شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت اور پہچان رہے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف اور معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اللہ تعالیٰ باعلم اور باخبر ہے۔

(پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) لوگو! مجھے یہی کہنا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے استغفار کرتا ہوں۔ (ابن کثیر)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے' اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا' اپنے بندے کی مدد فرمائی اور مخالف طاقتوں کو اسی اکیلے نے شکست دی۔

سنو! جاہلیت کے تمام شعبے جو خون اور مال کے بارے میں مذکور ہیں اور کیے جاتے ہیں' سب کو آج اپنے پاؤں تلے روند رہا ہوں۔ ہاں زم زم کا پانی پلانا اور بیت اللہ کی پاسبانی کرنا اپنی جگہ باقی ہے۔ ان دونوں کے لیے پہلے کی طرح ان کے لیے جن کے پاس یہ ہیں' باقی رکھتا ہوں۔ خطا اور غلطی سے کوئی کسی کو مار ڈالے' مثلاً: کوڑا مارا' لکڑی ماری اور وہ مر گیا' یہ مشابہ ارادی قتل کے ہے۔ اس کی دیت ایک سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس گابھن اونٹنیاں ہوں۔ (ابوداود' ابن ماجہ)

عورت اپنے خاوند کی دیت اور مال میں سے میراث پائے گی اور خاوند بھی عورت کی دیت اور مال میں سے میراث پائے گا جب تک انھی میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کر دے۔ جب ان میں سے ایک' دوسرے کو غلطی سے قتل کر دے تو وہ اس کے مال کا وارث تو ہو گا مگر دیت کا وارث نہ ہو گا۔ (ابن ماجه)

اے لوگو! اسلام میں جتھہ بنانے کے لیے معاہدہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ جو معاہدے جاہلیت میں ہو چکے ہیں (اور اب دونوں طرف کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں) تو اسلام انھیں (توڑتا نہیں بلکہ انھیں) اور بھی مضبوط کر دیتا ہے۔ مومن غیروں کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی طرح متفق ہیں۔ کوئی ادنیٰ مسلمان بھی کسی کافر کو پناہ دے سکتا ہے۔ دور والوں کے مال غنیمت میں ان کا بھی حصہ ہے۔ ان کے لشکری ان کے گھر بیٹھے ہوؤں کو حصہ دیں گے۔ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا۔ کافر کی دیت مسلمانوں کی دیت سے نصف ہو گی۔ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مال داروں کو اپنی جگہ نہ بلواؤ۔ نہ مال دار اپنی جگہ سے دور چلے جائیں بلکہ زکوٰۃ ان کے گھروں' ان کے باڑوں' ان کے جانوروں کے رہنے سہنے کی جگہ پر ہی لی جائے۔ (ابوداود)

جنگ کے اُصول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے' تو سردار لشکر کو خاص طور پر پرہیزگار رہنے اور اپنے رفقا کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی ہدایت فرماتے۔ پھر تمام فوج کی طرف مخاطب ہو کر اسلامی اصول جنگ کے متعلق ہدایات صادر فرماتے۔ ذیل میں آپؐ کا خطبہ اسی نوعیت کا ہے۔ فرمایا:

خدا کا نام لے کر خدا کی راہ میں کفار سے لڑنا' بدعہدی اور خیانت نہ کرنا' مردوں کے ناک کان نہ کاٹنا' بچوں کو قتل نہ کرنا اور جب کافر دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ان کے سامنے (یکے بعد دیگرے) تین باتیں پیش کیا کرنا' جن میں سے کسی ایک کو بھی وہ مان لیں تو ان سے ہاتھ روک لینا۔

پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا' اگر منظور کر لیں تو ان سے ہاتھ روک لینا۔

پھر ان سے کہہ دینا کہ اپنا ملک چھوڑ کر مہاجرین کے پاس آ کر سکونت اختیار کر لیں اور ان کو بتا دینا کہ ایسا کرنے پر ان کے ساتھ مہاجرین جیسا سلوک کیا جائے گا۔ اگر وہ ایسا کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تو ان کو بتلا دینا کہ وہ دوسرے دیہاتی مسلمانوں کی طرح سمجھے جائیں گے اور مسلمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے تمام احکام ان پر جاری ہوں گے لیکن مال غنیمت میں سے اس وقت تک حصہ نہیں پا سکیں گے جب تک خود جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر نہ لڑیں۔ پس اگر وہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے تیار نہ ہوں تو ان سے جزیے کا مطالبہ کرو۔ اگر مان جائیں تو ان سے ہاتھ روک لو' ورنہ خدا کا نام لے کر ان کے خلاف لڑائی شروع کر دو۔

اور جب کسی قلعے کا محاصرہ کرو اور وہ لوگ اللہ اور رسول کو ذمہ دار ٹھہرا کر تم سے امان طلب کریں' تو اس بات کو قبول نہ کرنا بلکہ اپنے اپنے باپ دادا اور رفقا کی

ذمہ داری پر پناہ دیا کرنا کیونکہ اگر کسی وقت عہد شکنی ہو جائے تو آبا و اجداد اور رفقا کار کی عہد شکنی' اللہ و رسول کا ذمہ توڑ دینے سے آسان ہے۔ اسی طرح اگر قلعے کے محصورین خدائی فیصلے کی شرط پر صلح کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو راضی نہ ہونا' بلکہ ہمیشہ اپنے فیصلے کی شرط پر امان دیا کرنا کیونکہ معلوم نہیں تم ان کے متعلق صحیح خدائی فیصلہ معلوم کر بھی سکتے ہو کہ نہیں۔ (ابن ماجہ)

تین اہم باتیں

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے (ہمیں حکم دیا کہ ہم منبر کے پاس جمع ہو جائیں۔ جب ہم سب منبر کے پاس بیٹھ گئے تو) آپؐ منبر پر چڑھنے لگے۔ پہلے زینے پر آمین کہا۔ پھر دوسرے پر آمین کہا۔ پھر تیسرے پر آمین کہا۔ پھر ہم سے فرمایا: جانتے بھی ہو کہ خلاف عادت آج میں نے ان تینوں زینوں پر تین مرتبہ آمین کیوں کہا؟ ہم نے کہا: حضورؐ کو علم ہو گا اور اللہ جانتا ہے' ہم بے خبر ہیں۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انھوں نے کہا: جس کے پاس آپؐ کا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے تو اللہ اسے غارت و برباد کرے۔ میں نے کہا: آمین۔

پھر انھوں نے کہا: جس نے اپنے ماں باپ کے یا ان دونوں میں سے ایک کے بڑھاپے کے زمانے کو پایا' پھر بھی ان کی خدمت نہ کی اور جہنم میں داخل ہو گیا' اللہ اسے برباد کرے۔ میں نے کہا: آمین۔

پھر انھوں نے کہا: جو رمضان المبارک کو پائے اور پھر بھی بخشش خدا سے محروم رہ کر جہنم میں جائے۔ اللہ اسے بھی اپنی رحمت سے دُور کر دے۔ میں نے کہا: آمین۔ (طبرانی)

آخری دور کے فتنے

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسولؐ خدا کے ہم سفر تھے۔ ایک جگہ قیام کیا۔ سب لوگ قیام و طعام کے انتظام میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں آنحضورؐ نے سب لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ لوگ اپنے کام کاج چھوڑ کر ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اس موقع پر آپؐ نے حسب ذیل خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

مجھ سے پہلے بھی ہر پیغمبر پر یہ مقرر تھا کہ جو بھلائی بھی وہ ان کے لیے جانتا ہے‘ اس کی طرف اپنی امت کی رہنمائی کرے اور جو برائی بھی وہ ان کے لیے جانتا ہے‘ اس سے انھیں ڈرائے۔ اور میری امت کی ابتدا میں‘ آرام و عافیت ہے اور آخری حصہ میں فتنے اور ایسے معاملات آنے والے ہیں جنھیں تم سخت ناپسند کرتے ہو۔ جن میں سے ہر پچھلا فتنہ پہلے کی نسبت زیادہ سخت ہو گا۔ جب ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہیں گے: یہ فتنہ ہم کو ہلاک کر دے گا۔ پھر وہ کھل جائے گا اور دوسرا فتنہ آ جائے گا تو مومن لوگ اسی کو آخری فتنہ سمجھ لیں گے۔

پس جو یہ چاہے کہ دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائے‘ چاہیے کہ اسے موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے وہی سلوک کرے جس کی ان سے توقع رکھتا ہے۔

جس نے ایک امام کی بیعت کر لی‘ اس نے جان و مال اس امام کے ہاتھ میں دے دیے۔ پس حتی الوسع اس کی متابعت کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس کے مقابلے پر نکل کر بغاوت کرے تو اس کی گردن مار دو۔ (مسلم شریف)

دُنیا کی مہلت غنیمت ہے

ایک بار جمعہ کے خطبے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! تمھارے لیے نشان ہیں' وہیں ٹھہر جایا کرو۔ تمھارے لیے ایک انتہائی حد ہے' اپنی اس حد پر رک جایا کرو۔ مومن دو خوف کے درمیان ہے۔ گزری ہوئی عمر کے بارے میں اسے کھٹکا ہے کہ نہ جانے اللہ پاک نے اس میں اس کے لیے کیا کیا ہے۔ اسی طرح باقی عمر کے بارے میں بھی اسے ڈر ہے کہ نہیں معلوم اللہ اس کے بارے میں کیا کرنے والا ہے۔ پس مومن کا فرض ہے کہ:

اپنی ذات سے اپنے لیے توشہ جمع کر لے۔

اپنی دنیا سے اپنی آخرت کا توشہ لے لے۔

اپنی جوانی سے اپنے بڑھاپے کا توشہ لے لے۔

اپنی تندرستی سے اپنی بیماری کا توشہ لے لے۔

تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور دنیا تمھارے لیے بنائی گئی ہے۔

مسلمانو! اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے' موت کے بعد رضا جوئی کا کوئی موقع نہیں۔ پھر تو ہر انسان کا گھر یا تو جنت ہے یا دوزخ۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

(دُرّ المنثور)

رسولِ خدا کی حکمت

عمروؓ بن تغلب سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کے پاس مال آیا۔ آپؐ نے اسے تقسیم کر دیا۔ پھر آپؐ کو معلوم ہوا کہ جنھیں مال نہیں ملا' وہ بگڑ رہے ہیں۔ اس پر آپؐ نے ایک خطبہ دیا جس میں آپؐ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

میں مال کی تقسیم کے وقت بعض کو دیتا ہوں اور بعض کو نہیں دیتا' حالانکہ جنھیں میں نہیں دیتا' وہ مجھے ان سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں جنھیں دیتا ہوں۔ بعض لوگوں کو میں صرف اس لیے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں جزع فزع اور بے اطمینانی سی ہوتی ہے اور جنھیں نہیں دیتا' انھیں سپردِ خدا کرتا ہوں' اس لیے کہ جانتا ہوں اُن کے دلوں میں غِنا اور خیر ہے۔ انھی میں عمرو بن تغلب ہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت عمروؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اکرمؐ کے اس فرمان سے جس قدر میں خوش ہوا ہوں' قسم خدا کی اگر ساری دنیا بھی حضورؐ مجھے دے دیتے تو میں اتنا خوش نہ ہوتا۔

انصار سے خطاب

غزوۂ حنین میں جو مال غنیمت حاصل ہوا، اس کی تقسیم ہوئی تو اہل مکہ کو نسبتاً زیادہ حصہ ملا۔ اس سے بعض نوعمر انصاریوں نے کہا کہ آنحضورؐ قریشیوں کو زیادہ مال دے رہے ہیں حالانکہ ہماری خدمات ان سے زیادہ ہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ آپؐ نے یہ باتیں سنیں تو انصار کو طلب کر کے پوچھا: تمھاری طرف سے جو بات مجھے پہنچی ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ انصار نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم میں سے بڑے آدمیوں میں سے تو کسی نے ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا، البتہ بعض نوجوانوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو بخشے، آپؐ قریشیوں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کا خون اب تک ٹپک رہا ہے۔ اس پر آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا:

سنو! میں انھیں اس لیے دے رہا ہوں کہ وہ تازہ تازہ کفر کو چھوڑ کر آئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے دل اسلام کی طرف اور جھک جائیں۔ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو لے کر اپنے وطن کو لوٹو۔ خدا کی قسم، وہ جس چیز کو لے کر جائیں گے، اس سے وہ بہتر ہے جسے تم لے کر لوٹو گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

تم اگر چاہتے تو کہہ دیتے اور (اگر کہہ دیتے تو) واقعی سچ کہتے اور میں بھی تمھاری تصدیق کرتا کہ جب سب لوگ آپؐ کو جھٹلا رہے تھے، اس وقت ہم نے آپؐ کی تصدیق کی۔ جب کوئی آپؐ کو اپنا نظر نہیں آتا تھا، اس وقت ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپؐ جلاوطن تھے، اس وقت ہم نے آپؐ کو پناہ دی۔ جب آپؐ بے زر تھے، اس

وقت ہم نے آپؐ کی مدد کی۔ اے گروہ انصار! محض دنیا کا خسیس مال نہ ملنے پر تم مجھ سے بگڑنے لگے۔ اس مال کے ذریعے میں نے ایک گروہ کی دل داری کی ہے کہ ان کے ایمان محفوظ رہیں اور تمھیں میں تمھارے اسلام کے سپرد کرتا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپؐ نے فرمایا:

اے گروہ انصار! کیا میں نے تمھیں گمراہیوں میں نہیں پایا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمھیں ہدایت دی۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے جدا تھے' میرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تم سب کو متحد کر دیا۔ تم مفلس تھے' میرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمھیں مال دار اور تونگر کر دیا۔

جب آپؐ کوئی بات کہتے تو وہ جواب دیتے: اللہ اور اس کے رسولؐ کے احسان اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اب آپؐ نے فرمایا:

تم اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ آپؐ ہمارے پاس اس اس حال میں آئے تھے۔ (اب ہماری مدد سے ایسے ہو گئے) کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں اور تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔

اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔ اگر سب لوگ ایک گھاٹی میں یا ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی اور راستے پر چل رہے ہوں تو میں انصار کے راستے ہی پر چلوں گا۔ تم لوگ تو مثل اس کپڑے کے ہو جو جسم سے لگا کر پہنا جائے اور دوسرے لوگ گویا اس کے اُوپر کے کپڑے ہیں۔ میرے بعد یقیناً تمھیں کشادگی اور فراخی حاصل ہو گی۔ اس وقت تک صبر و سہارے سے کام لینا یہاں تک کہ حوض کوثر پر تمھاری مجھ سے ملاقات ہو۔

الٰہی! انصار پر رحم فرما' ان کی اولاد پر بھی رحم فرما اور ان کی اولاد پر بھی رحم

فرمایا۔

روایات میں آتا ہے کہ آنحضورؐ کا یہ خطبہ اس قدر موثر تھا کہ انصاری چیخ اٹھے اور رونے لگے۔ ان کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں' وہ پکار اٹھے: ہم اس پر بہت خوش ہیں کہ ہمارے حصے میں اللہ کے رسول آئے ہیں۔

[وضاحت: یہ خطبہ بخاری شریف' زاد المعاد اور قسطلانی کی مختلف روایات کو جمع کر کے مرتب کیا گیا ہے۔]

دعا کی تاثیر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار لوگوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قحط سالی کا شکوہ کیا۔ اس پر آپؐ نے منبر' عیدگاہ میں رکھنے کا حکم دیا اور وعدہ فرمایا کہ میں فلاں دن آؤں گا' لوگ جمع ہو جائیں۔ اس روز آپؐ سورج طلوع ہوتے ہی گھر سے نکلے اور عیدگاہ پہنچ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

تم لوگوں نے خشک سالی کی شکایت کی ہے اور یہ کہ اس سال وقت پر بارش نہیں ہوئی۔ ایسے موقعوں پر خداوند تعالیٰ نے تم کو دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ تمھاری دعا قبول کرے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

(سب تعریف خدا کی ہے جو مخلوق کا پالنے والا رحمٰن و رحیم ہے' قیامت کے دن کا مالک ہے)۔

خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الٰہی! تو ہی خداوند ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو غنی ہے' اور ہم محتاج ہیں' ہم پر رحمت کی بارش نازل فرما اور اسے ایک مقررہ وقت تک ہمارے لیے قوت اور روزی کا وسیلہ قرار دے۔

پھر آپؐ نے دعا کے لیے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ بغلوں کی سپیدی نظر آنے لگی۔ پھر لوگوں کی طرف پیٹھ پھیر کر تحویل ردا کی' پھر لوگوں کی طرف منہ کیا' اترے اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ اتنے میں بادل آیا' گرجا' چمکا اور خدا کے حکم سے برسا۔ ابھی آپؐ مسجد تک نہیں پہنچے تھے کہ نالے بہ پڑے۔ جب آپؐ نے لوگوں کو جلدی

جلدی سے گھروں کی طرف جاتے دیکھا تو (انسانی فطرت پر) مسکرا پڑے اور فرمایا:

اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ○ (میں گواہی

دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔) (ابوداود)

فتنہ دجّال

سنہ ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے۔ سورج گہن لگا۔ اس موقع پر نماز کسوف ادا کی گئی۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول ؐ خدا نے ایک خطبہ دیا جس میں حمد و ثنا کے بعد اپنی رسالت کا ذکر فرمایا۔ پھر آپ ؐ نے حاضرین سے دریافت فرمایا:

لوگو! میں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر میں نے پیغام الٰہی کے پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی کی ہو تو مجھے بتلا دو۔

ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: ہم گواہ ہیں کہ آپ ؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے اور اپنی امت کی ہر طرح خیر خواہی کی ہے اور آپ ؐ نے حق ادا کر دیا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا:

امابعد! بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ سورج اور چاند کو جو گرہن لگتا ہے یا جو ستارے ٹوٹتے ہیں، یہ کسی بڑے آدمی کی موت سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ ایسا گمان قطعاً غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ تو خدا کی نشانیاں ہیں جن سے اس کے سمجھ دار بندے عبرت حاصل کرتے ہیں اور ان کے ذریعے اللہ تبارک و تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔

اور خدا کی قسم، جب سے میں نماز میں کھڑا ہوں، میں نے وہ تمام امور دیکھے جو تمھیں دنیا اور آخرت میں پیش آنے والے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تیس جھوٹے (مدعیان نبوت) ظاہر نہ ہوں۔ ان میں آخری کذّاب یک چشم دجّال ہو گا، جس کی بائیں آنکھ چوپٹ ہو گی۔ ابو تحییٰ کی آنکھ کی طرح سے۔ [ابو تحییٰ ایک انصاری بوڑھا تھا جو اس وقت آپ ؐ کے اور حضرت عائشہ ؓ کے حجرے کے درمیان بیٹھا ہوا تھا] ۔ وہ ظاہر ہو کر خدائی کا دعویٰ

کرے گا۔ سو، جس نے اس کی تصدیق اور پیروی کی، اس کے تمام پچھلے اعمال حسنہ ضائع ہو جائیں گے، اور جس نے اس کے دعوے کو جھٹلایا، اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ وہ حرم اور بیت المقدس کے سوا تمام زمین پر غالب آئے گا۔ وہ بیت المقدس میں تمام مسلمانوں کو محصور کر لے گا، جہاں انھیں سخت مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے لشکر کو ہلاک کر دے گا حتیٰ کہ اس وقت ہر دیوار سے آواز آئے گی: اے مسلمان! اے مومن! دیکھو، یہاں ایک یہودی (یا کافر) ہے، جلدی آؤ، اسے قتل کر دو۔

دجّال کے خروج سے پہلے تم میں بڑے بڑے فتنے برپا ہوں گے، جن کے متعلق تم ایک دوسرے سے دریافت کرو گے کہ کیا نبی کریمؐ نے اس کی بابت کچھ ارشاد فرمایا تھا؟ ان فتنوں کی وجہ سے پہاڑ (جیسے اولوالعزم لوگ بھی) اپنی جگہوں سے ٹل جائیں گے۔ اس کے بعد نوع انسانی کا بس خاتمہ ہے۔ (زاد المعاد)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

میں تمھیں اس سے ڈرا رہا ہوں۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو (دجّال سے اور اس کے فتنے سے) ڈرایا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اس سے متنبّہ فرماتے رہے لیکن میں تمھیں اس کی ایک ایسی علامت بتلاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی اُمت کو نہیں بتلائی۔ تم جان لو کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں (وہ ہر نقص سے پاک ہے)۔ (متفق علیہ)

فکر آخرت

مندرجہ ذیل خطبہ' نبوت کے ابتدائی دور کا ہے جو قریش مکّہ کے سامنے دیا گیا۔ حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے فرمایا:

قافلے کا سالار اپنے ہی ساتھیوں کو جھوٹی خبر کبھی نہیں دیتا۔ خدا کی قسم' اگر میں سب لوگوں کو دھوکا دینے پر بھی آمادہ ہوتا تو تم کو ہرگز دھوکے میں نہ ڈالتا۔ اُس خدا کی قسم جو وحدہ' لاشریک ہے کہ میں تمھاری طرف خصوصاً' اور باقی تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ بہ خدا' تم کو ضرور ایک دن مرجانا ہے بالکل اس طرح جیسا کہ روز سوتے ہو' اور پھر بلاشبہ زندہ ہونا ہے جیسا کہ روز خواب سے بیدار ہوتے ہو۔ اور تمھارے اعمال کا ضرور محاسبہ ہو گا' نیکی کا بدلہ نیکی اور برائی کا بدلہ برائی مل کر رہے گا' اس وقت یا ہمیشہ کے لیے جنت ملے گی یا ابدی جہنم۔ (جمھرۃ الخطب)

○

رسولؐ خدا مکّہ سے ہجرت کر کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینے میں وارد ہونے سے پہلے قبا میں قیام فرمایا' اور یہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر قبیلہ بنو سالم بن عوف کے ہاں بطن وادی میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ذیل کا خطبہ یہیں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! مرنے سے پہلے اپنے لیے کچھ سامان کر لو۔ تم کو معلوم ہو جائے گا' بہ خدا' تم میں سے ہر ایک شخص پر موت کی بے ہوشی طاری ہو جائے گی اور اپنی بکریوں (مال مویشی) کو بغیر نگہبان کے چھوڑ جائے گا۔ پھر خدا' جس کو نہ ترجمان کی

ضرورت ہے' نہ دربان کی حاجت' اس سے پوچھے گا: کیا میرے رسولؐ نے آکر تمھیں میرے احکام نہیں پہنچائے تھے اور میں نے تم کو دولت نہیں دی تھی اور اپنے فضل و کرم سے نوازا نہیں تھا؟ پس بتاؤ' تم نے اپنے لیے آگے کیا بھیجا ہے؟

اس وقت وہ حیران ہو کر دائیں بائیں دیکھے گا' کچھ نظر نہ آئے گا۔ پھر سامنے کی طرف آنکھ اٹھائے گا تو صرف دوزخ ہی دکھائی دے گا۔

پس جس کو توفیق ہو وہ اپنے آپ کو اس آگ سے بچالے' گو کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو اور جس کو یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کہہ کر اپنے آپ کو عذابِ الٰہی سے بچالے کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو تک دیا جائے گا۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ (زاد المعاد)

O

ایک موقع پر آپؐ نے صحابہؓ کے سامنے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا جس کا موضوع دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی لازوال زندگی ہے۔

لوگو! تمھارے لیے شرعی حدود مقرر ہو چکی ہیں' بس ان تک پہنچ کر تم کو رک جانا چاہیے اور تمھارے لیے (عالمِ آخرت) ایک منتہیٰ ہے۔ پس تم (عمل صالح کرکے) وہاں پہنچو۔

مسلمان دو خوفناک حالتوں کے درمیان ہے: ایک گزری ہوئی حالت' نہ معلوم خداوند تعالیٰ اس کا کیا کرنے والا ہے۔ ایک آنے والی حالت' معلوم نہیں اللہ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرنے والا ہے۔ پس چاہیے کہ انسان اپنے لیے اپنا توشہ تیار کرے اور دنیا میں رہ کر اپنی عاقبت سنوار لے۔ بڑھاپے سے پہلے' جوانی میں اور موت سے پہلے' زندگی میں عمل صالح کرے۔

پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان

ہے کہ مر چکنے کے بعد عتاب اور خجالت دور کرنے کا کوئی موقع نہ ملے گا' نہ دنیا کے بعد جنت یا دوزخ کے سوا کوئی تیسرا ٹھکانا ہو گا۔ (مواہب الفتحیہ)

○

یہ خطبہ کسی میت کو دفن کرنے کے موقع پر ارشاد فرمایا گیا۔ اس میں موت کی یاد دلا کر مسلمانوں کو نیک عمل کی نصیحت کی گئی ہے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

لوگو! (ہماری غفلت کا یہ حال ہے کہ) گویا موت ہمارے لیے نہیں' بلکہ فقط دوسروں کے لیے مقرر ہو چکی ہے' اور گویا حقوق ادا کرنا ہم پر نہیں' بلکہ تنہا دوسرے لوگوں پر واجب ہے۔ اور جن مردوں کے ساتھ ہم قبرستان تک آتے ہیں' گویا وہ چند دن کے مسافر ہیں' جو واپس ہو کر ہم سے ملیں گے۔ ہم ان کو تو قبر میں دفن کر دیتے ہیں' اور ان کا مال ایسے اطمینان سے کھاتے ہیں گویا ہمیں ان کے بعد دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ نصیحت کی ہر بات ہم بھلا بیٹھے' اور ہر آفت کی طرف سے مطمئن ہو چکے ہیں۔

مبارک باد ہے اس شخص کے لیے جو اپنے عیوب پر نظر کر کے دوسروں کی عیب جوئی سے بچ رہا۔

مبارک باد ہے اس کے لیے جس نے حلال کی کمائی خدا کی راہ میں خرچ کی' علما اور عقل مندوں کی ہم نشینی اختیار کی' اور غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ ملتا جلتا رہا۔

مبارک ہے وہ شخص جس کے اخلاق اچھے ہوں' دل پاکیزہ ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

مبارک ہے وہ شخص جو ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ میں خرچ کرے اور فضول گفتگو سے پرہیز رکھے۔ راہ شریعت پر عمل کرنا اس کے لیے آسان ہو' اور بدعت اسے اپنی طرف راغب نہ کر سکے۔ (کنز العمال)

بہتر جہاد' غصہ اور قرض

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ایک روز نماز عصر کے بعد رسول خدا خطبہ دینے کو کھڑے ہوئے اور اس میں قیامت تک پیش آنے والے واقعات بیان کیے۔ آپ نے فرمایا:

یقیناً دنیا ایک ہری بھری اور شیریں چیز ہے۔ اللہ عنقریب اس میں تم کو اپنا خلیفہ بنانے والا ہے' پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ پس تم دنیا سے اور عورتوں سے بچتے رہنا۔ اور آپ نے ذکر فرمایا کہ ہر عہد شکن کے لیے قیامت میں دنیا میں ان کی عہد شکنی کے بہ قدر ایک جھنڈا ہو گا' اور کوئی عہد شکنی حکمران کی عہد شکنی سے بڑھ کر نہ ہو گی۔ اس کا جھنڈا اس کی سرین کے پاس ہو گا۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو لوگوں کی ہیبت' حق بات کہنے سے نہ روکے' جبکہ اسے معلوم ہو۔

ایک اور روایت میں ہے:

اگر برائی کو دیکھے تو اُسے بدل ڈالے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا):

اَلَا اِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَابِرٍ (خبردار! سب سے بہتر جہاد یہ ہے کہ انسان ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہے۔)

یہ سن کر ابو سعید (راوی) رونے لگے اور کہا: ہم نے (خلاف شرع) بات دیکھی اور لوگوں کی ہیبت نے اس کے بارے میں ہمیں کچھ کہنے سے باز رکھا۔ (راوی کہتے ہیں کہ حضور نے مزید فرمایا):

جان لو' لوگ مختلف طبقات میں پیدا کیے گئے ہیں' ان میں بعض تو مومن پیدا ہوتے ہیں' مومن جیتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں اور بعض کافر پیدا ہوتے ہیں'

کافر جیتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں۔ بعض مومن پیدا ہوتے ہیں' مومن جیتے اور کافر مرتے ہیں' اور بعض کافر پیدا ہوتے ہیں' کافر جیتے ہیں اور مرتے مومن ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؐ نے غصے کا ذکر کیا اور فرمایا:

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں' جن کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی رفع بھی ہو جاتا ہے تو یہ ایک دوسرے کا بدلہ ہو گا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کو دیر میں غصہ آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے تو یہ بھی ایک دوسرے کا بدلہ ہو گیا۔ تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جنھیں غصہ دیر سے آئے اور جلدی دور ہو جائے۔ اور بدترین لوگ وہ ہیں جن کو غصہ جلدی آئے اور دیر سے دُور ہو۔ فرمایا: تم غصے سے بچتے رہو' وہ بنی آدم کے دل پر ایک چنگاری ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آدمی کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ بس جس کسی کو غصہ آئے اس کو چاہیے کہ لیٹ جائے اور زمین پر بیٹھ جائے۔

پھر آپؐ نے قرض ادا کرنے کا ذکر کیا اور فرمایا:

تم میں سے بعض ایسے ہیں جو قرض ادا کرنے میں اچھے ہوتے ہیں لیکن اگر ان کا کوئی مقروض ہوتا ہے تو تقاضے میں سختی کرتے ہیں۔ پہلی صفت دوسرے کے معاوضے میں ہے (یعنی کوئی خوبی نہیں ہے)۔ تم میں سے بعض ایسے ہیں جو ادا کرنے میں برے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان کا کوئی مقروض ہوتا ہے تو تقاضے میں نرمی اختیار کرتے ہیں۔ پہلی صفت دوسرے کے معاوضے میں ہے۔

تم میں بہترین شخص وہ ہے جب وہ کسی کا مقروض ہو تو بھلے طریقے سے ادا کر دے۔ اور اس کا قرض اگر کسی پر ہو تو تقاضے میں نرم تر ہو۔

اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے' جب وہ کسی کا مقروض ہو تو برے طریقے سے ادا کرے اور اس کا قرض کسی پر ہو تو تقاضے میں سختی برتے۔

حتیٰ کہ جب دھوپ کھجور کے درختوں کی چوٹیوں پر اور دیواروں کے پہلوؤں پر رہ گئی

تو آپؐ نے فرمایا:

سارے دن کے مقابلے میں جتنا وقت اب باقی رہ گیا ہے' اتنا ہی زمانہ ابتداے دنیا سے اب تک کے وقت کے مقابلے میں قیامت آنے میں باقی رہ گیا۔ (ترمذی' مسند احمد)

جنگِ مُوتہ

جنگ موتہ کے موقع پر اسلامی لشکر جہاد پر جا چکا تھا۔ اسی اثنا میں ایک روز آنحضورؐ نے صحابہؓ کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ لوگ جمع ہوئے تو آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا:

خیر کا دروازہ' بھلائی کا دروازہ' نیکی کا دروازہ۔

سنو! میں تمھارے غازی لشکر کی (جو موتہ کی طرف گیا ہے) خبر دیتا ہوں۔ وہ گئے اور دشمن سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی [سردار لشکر] حضرت زیدؓ شہید کر دیے گئے [آپؐ نے ان کے لیے دعاے مغفرت کی] پھر حضرت جعفرؓ نے سرداری کا جھنڈا بلند کیا اور بڑے زور کا حملہ کیا حتیٰ کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ [آپؐ نے ان کی شہادت کی گواہی دی اور ان کے لیے دعاے مغفرت کی] پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا تھاما۔ قدم جما کر خوب جہاد کیا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے [آپؐ نے ان کے لیے بھی دعاے مغفرت فرمائی]۔

پھر جھنڈا خالدؓ بن ولید نے تھام لیا۔ داد شجاعت میں امرا میں سے کوئی ان جیسا نہیں۔ انھوں نے مستقل مزاجی دکھائی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الٰہی! وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے' تو ہی اس کی مدد فرمائے گا۔

اسی دن سے ان کا نام خالد سیف اللہ ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صبح ہی صبح اپنے ان بھائیوں کی مدد کے لیے آگے بڑھ جاؤ۔ دیکھو کوئی ایک بھی تم میں پیچھے نہ رہ جائے۔

پس پیدل اور سوار [illegible] روانہ ہو گئے۔ یہ موسم شدید گرمی کا تھا۔

آخری نصیحتیں

آخری علالت کے دوران میں، جب آپؐ کو افاقہ ہوتا تھا، نماز کے لیے مسجد میں تشریف لاتے اور کبھی کبھی وعظ بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت فضل بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخار کی حالت میں سر پر پٹی باندھے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے فضل! میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مسجد لے چلو۔ آپؐ مسجد میں رونق افروز ہوئے تو لوگ حاضر ہوئے۔ آپؐ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا:

لوگو! میں تمھارے سامنے اس خداے واحد کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور (کہتا ہوں کہ) میں تم سے غائب ہونے والا ہوں، تو جس کی پشت پر میں نے کوڑا مارا ہو، یہ میری پشت حاضر ہے، اس لیے بدلہ لے لے۔ اور جس کو نامناسب بات کہی ہو، وہ بھی اپنا بدلہ لے لے۔ اگر کسی سے مال لیا ہو تو وہ آج اپنا حق میرے مال میں سے وصول کر لے، اور میری طرف سے کینہ جوئی کا وہم نہ کرے، کیونکہ یہ میری عادت نہیں۔

تم میں سے وہ شخص مجھے زیادہ محبوب ہے جو مجھ سے اپنا حق وصول کر لے یا معاف کر دے تاکہ میں خوش و خرم اپنے پروردگار سے جا ملوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قدر کہنا کافی نہیں ہے۔ مجھے چند مرتبہ یہ اعلان کرنا پڑے گا۔

پھر منبر سے اتر کر آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد دوبارہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اسی مضمون کو دہرایا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسولؐ اللہ! ایک دفعہ جنابؐ نے مجھ سے تین درہم قرض لیے تھے، جو اب تک ادا نہیں ہوئے۔ آپؐ نے اس کو وہ درہم دے دیے۔ پھر فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيُؤَدِّهِ وَلَا يَقُلْ فُضُوحُ الدُّنْيَا - اَلَا وَاِنَّ فُضُوحَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ فُضُوحِ الْاٰخِرَةِ (طبری ' ج ۲' ص ۱۹) (لوگو! جس کے پاس کسی کی کوئی چیز ہو تو اسے ادا کر دے اور دنیا کی فضیحت سے نہ ڈرے کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت ہلکی ہے۔)

پھر شہدائے اُحد کے لیے مغفرت طلب کر کے آپ ؐ نے فرمایا:

اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ ○ (ایک بندے کو خدا تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ دنیا لے لے' یا وہ جو اللہ کے پاس ہے' تو اس نے وہی پسند کیا جو خدا کے پاس ہے)۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ رو پڑے اور کہا: ہم اور ہمارے والدین آپ ؐ پر فدا ہوں۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ آنحضرت ؐ تو کسی شخص کا واقعہ بیان کرتے ہیں اس میں رونے کی کون سی بات ہے۔ لیکن صدیق اکبر ؓ کے ذہن رسا نے تاڑ لیا تھا کہ وہ شخص خود سرور عالم ؐ ہیں۔ پھر آپ ؐ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

میں سب سے زیادہ جس کے مال اور صحبت کا ممنون ہوں وہ ابوبکر ؓ ہیں۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی شخص کو دوست بناتا تو ابوبکر ؓ کو بناتا لیکن اسلامی برادری کافی ہے۔ ابوبکر ؓ کے دریچے کے سوا مسجد کے رخ کوئی دریچہ باقی نہ رکھا جائے۔

موت کی دعوت قبول

حیات مبارک کے آخری ایام میں جب آپؐ مرض الموت میں گرفتار ہوئے' زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! میں ایک انسان ہوں' عنقریب میرے پاس میرے رب کا بھیجا ہوا ملک الموت آنے والا ہے اور میں اس کی دعوت قبول کر کے یہاں سے وہاں جانے والا ہوں لیکن میں تم میں دو مؤقر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان دونوں میں سے پہلی تو کتاب اللہ قرآن کریم ہے' یہی اللہ تعالٰی کی رسی ہے۔ اس میں ہدایت اور روشنی ہے' جو اس کو مضبوطی سے تھامے گا اور اس پر عامل رہے گا' وہ ہدایت پر ہو گا اور جو اسے چھوڑ دے گا' وہ گمراہ ہو جائے گا۔ پس تم کتاب اللہ کو پکڑے رہو' مضبوط تھامے رہو۔

آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے پر ابھارا اور اس کی رغبت دلائی۔ اس کے بعد فرمایا:

(دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں خدا کی یاد دلاتا ہوں' میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں خدا کی یاد دلاتا ہوں' میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ (مسلم شریف)

حوض کوثر

بیماری کے ایام ہی میں ایک روز آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے ڈرتے ہو۔ کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی اپنی اُمت میں ہمیشہ رہا جو میں رہتا۔ میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم مجھ سے ملنے والے ہو۔ میں تمھیں پہلے پہل ہجرت کرنے والے مہاجرین کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں' اور خود ان مہاجرین کو بھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں۔

جناب باری جل و علا کا فرمان ہے:

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ (العصر ۱۰۳: ۱-۳) (قسم ہے زمانے کی' انسان سب گھاٹے اور نقصان میں ہیں' بہ جز ان لوگوں کے جو ایمان دار اور نیکوکار ہیں اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کرتے ہیں)۔

تمام کام اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوتے ہیں۔ کسی کام کی دیر تمھیں اس کی جلدی پر آمادہ نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی جلدی پر جلدی کرنے پر مجبور نہیں۔ جو اللہ پر غالب ہونے کی کوشش کرے' وہ خود ہی مغلوب ہو جاتا ہے اور جو خدا کو دھوکا دینے کی کوشش کرے' وہ خود دھوکا کھا جاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم الٹے پھر جاؤ اور زمین میں فساد پھیلاتے اور رشتہ داریاں توڑتے رہو۔

میں تمھیں انصار کے ساتھ بھی بھلائی سے پیش آنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہی ہیں جنھوں نے تم سے پہلے (تمھارے لیے) گھر تیار کیا اور ایمان لائے۔ تم ان کے

ساتھ احسان و سلوک ہی کرتے رہنا۔ کیا انھوں نے تمھیں اپنے پھلوں میں شریک نہیں کر لیا؟ کیا انھوں نے اپنے گھروں میں تمھارے لیے وسعت نہیں کر دی؟ کیا باوجود اپنی ضرورتوں کے انھوں نے تمھیں خود پر ترجیح نہیں دی؟ تم میں سے جو شخص دو انسانوں کے درمیان فیصلہ کرنے پر مامور ہوا ہے' چاہیے کہ وہ ان میں سے بھلائی کرنے والے کی بھلائی کو قبول کرے اور ان میں سے برائی کرنے والے کی برائی سے تجاوز کرتا رہے۔ دیکھو ان پر کسی اور کو اختیار نہ کرنا۔

میں تم سے آگے جا رہا ہوں' تم بھی میرے بعد میرے پیچھے ہی آ رہے ہو۔ ہمارے ملنے کی جگہ حوض کوثر ہے۔ تم میں سے جو چاہتا ہو کہ وہ کل (قیامت کو) مجھ سے حوض کوثر پر ملے' اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان کو اپنے قبضے میں رکھے' سوائے نیک کاموں کے ان سے کوئی اور کام نہ لے۔

لوگو! گناہوں سے خدا کی نعمتیں ہٹ جاتی ہیں' متغیر ہو جاتی ہیں۔ لوگ جب تک نیک رہتے ہیں' ان کے حکمران ان کی فرماں برداری کرتے رہیں گے مگر جب لوگ گناہ کرنے لگیں گے تو ان کے حکمران ان کے نافرمان ہو جائیں گے۔ (سیرت النبوہ والاثار الحمدیہ از سید احمد الزینی)

موت کاوقت

دم نزع انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبے میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ارشاد فرمایا:

بندۂ مومن کا جب دنیا سے جانے اور آخرت سے قریب ہونے کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے اترتے ہیں۔ چمکتے ہوئے نورانی سفید چہروں والے' گویا کہ ان کے چہرے سورج کی طرح منور ہیں۔ اُن کے ساتھ جنت کے کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں۔ یہ سب اس سے حد نگاہ کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اسی وقت ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور مرنے والے کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے پاک روح! نکل اور چل اللہ کی مغفرت اور اس کی رضامندی کی طرف۔

آپؐ نے فرمایا: یہ سنتے ہی اس کی روح (آسانی کے ساتھ) جسم سے باہر ہو جاتی ہے جیسے مشک سے پانی کا قطرہ ٹپک جائے اور ملک الموت اسے تھام لیتے ہیں۔ جب ملک الموت اس کو پکڑتے ہیں تو دوسرے فرشتے اسے ایک لمحے کے لیے بھی ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے۔ وہ اسے لے کر اسے کفن اور اس خوش بو میں لپیٹ لیتے ہیں۔ روے زمین پر پائی جانے والی عمدہ ترین کستوری جیسی خوش بو اس سے نکلتی ہے۔

اب یہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے ہیں' وہ ان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ پاک روح کس کی ہے؟ یہ اس کا وہ بھلا نام بتلاتے ہیں جس سے وہ دنیا میں مشہور تھا۔ اسی طرح آسمان اول تک پہنچتے ہیں۔ اسے کھولنے کو کہتے ہیں' چنانچہ وہ اس کے لیے

کھول دیا جاتا ہے۔ ہر آسمان کے مقرب فرشتے اگلے آسمان تک اس کے ساتھ چلتے ہیں حتیٰ کہ (اسی طرح) اسے ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے۔

پھر جناب باری عزوجل فرماتا ہے: میرے اس بندے کو کتاب علیین میں لکھ لو اور اسے اس کے جسم میں زمین کی جانب لوٹا دو۔

[اس کے بعد آپؐ نے فرشتوں (منکر نکیر) کے ان سوالوں وغیرہ کا ذکر کیا ہے' جن کا بیان پہلے گزر چکا ہے]۔

اس کے پاس ایک بہت ہی خوب صورت' بہترین لباس پہنے ہوئے' خوش بو سے مہکتا ہوا ایک شخص آتا ہے اور اس سے کہتا ہے: بشارت ہو' تجھے ہر اس چیز کی' جس سے تو خوش ہو۔ یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ اس سے پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا خوب صورت چہرہ اچھی خبر لایا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اب تو یہ (مارے خوشی کے) کہنے لگتا ہے کہ الٰہی! قیامت جلدی قائم کر دے' الٰہی قیامت جلدی قائم کر دے تاکہ میں اپنے گھر والوں میں جا بیٹھوں اور اپنے مال کو پالوں۔

کافر بندہ جب دنیا سے جانے والا اور آخرت سے قریب ہونے والا ہوتا ہے تو (خوف ناک) سیاہ چہروں والے فرشتے (جہنمی) ٹاٹ لیے ہوئے آتے ہیں اور اس سے حد نگاہ کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آ کر اس کے سرھانے بیٹھ کر فرماتے ہیں: اے ناپاک خبیث روح' نکل اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب و غصے کی طرف چل۔ یہ سنتے ہی وہ روح جسم میں اِدھر اُدھر چھپنے لگتی ہے۔ ملک الموت علیہ السلام اسے اس طرح کھینچ لیتے ہیں جس طرح بھیگی ہوئی اُون میں سے گوشت بھوننے کی سیخ کھینچی جاتی ہے۔ پس وہ اس کو پکڑ لیتے ہیں۔ جب وہ اس کو پکڑتے ہیں (دوسرے) فرشتے ایک لمحہ بھی اسے ان کے پاس نہیں چھوڑتے اور اسے اس جہنمی

ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور روے زمین پر پائے جانے والے کسی مردار کی بدترین بدبو جیسی بدبو اس سے نکلتی ہے۔ (فرشتے) اب اسے لے کر اوپر چڑھنے لگتے ہیں۔ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی وہ گزرتے ہیں' وہ ان سے پوچھتی ہے کہ یہ اتنی بری بو کیسی ہے؟ یہ اس کا وہ بدترین نام بتا دیتے ہیں' جس نام سے یہ دنیا میں مشہور تھا۔ اسی طرح وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن کھولا نہیں جاتا۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ یہ جنت میں جا سکتے ہیں جب تک کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ نہ چلا جائے)۔

اسی وقت جناب باری کا فرمان صادر ہوتا ہے کہ اس کی کتاب سجین سب سے نیچے کی زمین میں لکھ لو۔ پھر وہیں سے اس کی روح پھینک دی جاتی ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْتَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (خدا کے ساتھ جس نے شرک کیا گویا کہ وہ آسمان سے گر گیا۔ اب خواہ اسے راستے ہی میں سے پرندے اُچک لیں یا ہوا اڑا کر کسی خطرناک دُور دراز کے گڑھے میں پھینک دے۔

اب اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ (پھر آپؐ نے فرشتوں کے سوال اور اس کے جواب اور عذاب قبر کا بیان فرمایا جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے)۔ پھر اس کے پاس نہایت ہی خوف ناک سیاہ شکل والا بدترین لباس پہنے ہوئے اور بدبو کے بھبکے اڑاتا ہوا ایک شخص آتا ہے اور اس سے کہتا ہے: خوش خبری ہو'

تجھے ہر اس چیز کی جو تجھے بری لگے' خوش خبری ہو تجھے اللہ کی طرف سے ذلت و رسوائی اور مستقل عذاب کی۔ آج وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

وہ شخص کہتا ہے: برائی کی بشارت تجھی کو ہو' تو ہے کون؟ تیرا چہرہ بہت بدصورت ہے جو بری چیز لے کر آیا ہے۔ وہ کہے گا: میں تیرا برا عمل ہوں۔ تو اللہ کی اطاعت میں دیر کرنے والا اور اس کی نافرمانی میں تیز تھا۔ اللہ تجھے اس کی بری جزا دے۔ اس پر وہ شخص کہے گا: الٰہی! قیامت کو قائم نہ کر۔ (مشکوۃ شریف' بہ حوالہ مسند احمد)۔

موت کے بعد' قبر کی آزمائش

ایک مرتبہ رسول اکرمؐ نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ صحابہؓ اس وقت کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ چونکہ مسجد تھی اور سب لوگ نماز کے لیے جمع ہوئے تھے' اس لیے آپؐ کو یہ ہنسی ناگوار گزری۔ اس موقع پر آپؐ نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اگر تم لذتوں کا قلع قمع کرنے والی موت کو پیش نظر رکھتے تو یہ موت تمھیں اس چیز سے ہٹا دیتی جو میں تم میں دیکھ رہا ہوں۔ ان لذتوں کا قلع قمع کر دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ قبر سے ہر روز آواز آتی ہے کہ میں غربت اور تنہائی کا گھر ہوں۔ میں خاک (میں ملا کر خاک بنا دینے) والا مکان ہوں۔ میں کیڑوں والا مسکن ہوں۔

پس جب کوئی مومن قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس سے کہتی ہے: مرحبا! آنا مبارک ہو' میری پشت پر چلنے پھرنے والوں میں سے تم مجھے زیادہ محبوب تھے۔ آج جب کہ تم مجھے ملے ہو' میرا سلوک دیکھ لو گے۔

پھر اس کے لیے حدِ نظر تک فراخ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی بدعمل یا کافر دفن ہوتا ہے تو قبر اسے دھتکار کر کہتی ہے: تجھے فراخی اور اکرام نصیب نہ ہو۔ میری پشت پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ مبغوض تھا۔ آج جب کہ تو میرے قابو میں آیا ہے' تجھے میرا سلوک معلوم ہو جائے گا۔ پھر قبر سمٹ کر اسے بھینچتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں توڑ پھوڑ کر ایک دوسری میں داخل کر دیتی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس موقع پر آپؐ نے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال

کر بتایا کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں اس طرح داخل ہو جائیں گی۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

اور اس کے لیے ستر ایسے زہریلے اژدہے مقرر کیے جاتے ہیں کہ ان میں ایک بھی اگر دنیا میں پھنکار مار جائے تو رہتی دنیا تک زمین پر کوئی چیز نہ اُگے۔ حشر تک وہ اژدہے اسے ڈستے اور نوچ نوچ کر کھاتے رہیں گے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:

اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ○

(قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں کا ایک گڑھا ہے۔) (ترمذی)

○

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کا انتقال ہو گیا۔ ہم ان کے جنازے میں گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ تھے۔ قبرستان پہنچے تو ابھی (لحد) قبر تیار نہیں ہوئی تھی۔ حضورؐ بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپؐ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ ہم سب یوں خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے تھے۔ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک تنکا تھا جسے آپؐ زمین پر پھیر رہے تھے۔ سر جھکا ہوا تھا۔ ذرا سی دیر بعد آپؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا: لوگو! عذاب قبر سے خدا کی پناہ مانگو۔ دو یا تین مرتبہ یہ حکم دیا' پھر مندرجہ ذیل وعظ بیان فرمایا:

لوگ جب میت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں' ابھی ان کی جوتیوں کی آہٹ وہ سن ہی رہا ہوتا ہے کہ اسے کہا جاتا ہے: اے شخص! بتلا تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟

ایک روایت میں ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے منکر اور نکیر آتے ہیں' اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ فرشتے اس سے کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: یہ شخص' جو تمہاری طرف بھیجا گیا' کون ہے؟ وہ شخص کہتا ہے: وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: یہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی' اس پر ایمان لایا اور اسے سچا جانا۔

ایک روایت میں مزید یہ ہے کہ یہی مطلب ہے اس آیت کا' جس میں فرمان خداوندی ہے: يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ○ (اللہ پاک ایمان والوں کو سچی اور مضبوط بات کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے' دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی)۔

اسی وقت آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرے اس بندے نے سچ کہا ہے' اس کے لیے جنتی فرش بچھا دو' اسے جنتی لباس پہنا دو' اس کی قبر میں سے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی تازہ ہوا اور خوش بو اسے پہنچنے لگتی ہے اور حد نگاہ تک اس کی قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔

کافر کی موت اور اس موت کی سختی اور برائی بیان فرما کر آپؐ نے فرمایا:

قبر میں اس (کافر) کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس بھی دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں' اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ (گھبرا کر) کہتا ہے: ہائے ہائے' میں تو نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں: تیرا دن کون سا ہے؟ وہ پھر کہتا ہے: ہائے ہائے' میں تو نہیں جانتا۔ فرشتے پھر پوچھتے ہیں: ان کے بارے میں تو کیا کہتا ہے جو تم میں بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے' میں یہ بھی نہیں جانتا۔

اسی وقت آسمان سے آواز آتی ہے کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لیے جہنم کا بستر بچھا دو' اسے جہنمی لباس پہنا دو اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جہنم کی حرارت اور گرم ہوا اسے پہنچنے لگتی ہے اور اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ دائیں جانب کی پسلیاں بائیں پسلیوں میں اور بائیں طرف کی' دائیں طرف گھس جاتی ہیں۔ پھر اس کی قبر میں ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو نابینا اور بہرہ ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گھن (بڑا ہتھوڑا) ہوتا ہے کہ اگر وہ اسے کسی پہاڑ پر مار دے تو وہ مٹی بن جائے۔ اس سے وہ اسے مارتا ہے جس کی آواز مشرق و مغرب والے سب سنتے ہیں' سوائے انسانوں اور جنوں کے۔ اس سے وہ مٹی بن جاتا ہے لیکن پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے' (اور یہی عذاب اسے ہوتا رہتا ہے)۔

(مسند احمد)۔

○

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک یہودیہ عورت اللہ واسطے کچھ مانگنے کے لیے آئی اور کہا کہ مجھے کھلا دو' اللہ تعالیٰ تمھیں دجّال کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ مجھے ایک خیال سا بندھ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے بہ طور تعجب اس یہودیہ عورت کا یہ قول نقل کیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت (واپس لوگوں کے مجمع میں جاکر) کھڑے ہوکر (خطبہ دینے لگے۔ پہلے تو) آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاکر اللہ تعالیٰ سے فتنۂ دجّال اور عذاب قبر سے پناہ مانگی' پھر یہ ارشاد فرمایا:

جہاں تک فتنۂ دجّال کا تعلق ہے' ہر نبی اپنی امت کو اس فتنے سے ہوشیار کرتا رہا۔ میں تمھیں اس کے بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی اور نبی نے اپنی اُمت سے بیان نہیں کی۔ وہ نشانی یہ ہے کہ دجّال کانا ہے اور اللہ تعالیٰ اس عیب

سے پاک ہے' اور اس کی آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوا ہے' جسے ہر مومن پڑھ لے گا۔

رہا فتنہ قبر' تو وہاں میری ذات سے ان کی آزمائش کی جائے گی' اور میری بابت ان سے سوال کیا جائے گا۔ نیک شخص کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ آرام اور اطمینان سے' بغیر گھبراہٹ اور پریشانی کے۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو اسلام کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پھر کہا جاتا ہے: یہ صاحب جو تمھارے درمیان تھے' کون ہیں؟ وہ جواب دیتا ہے کہ آپؐ خدا کے رسول محمدؐ ہیں' ہمارے پاس خدائی دلیلیں لے کر آئے تھے' ہم نے آپؐ کی تصدیق کی۔ اس پر اس کی قبر میں سے ایک کھڑکی دوزخ کی طرف کھل جاتی ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض کو کھائے جا رہا ہے۔ اُسے کہا جاتا ہے کہ دیکھ' اس کی طرف جس اللہ تعالیٰ نے تجھے نجات دی۔

پھر اس کی قبر میں سے ایک دروازہ جنت کی طرف کھل جاتا ہے اور یہ خود اس کی تروتازگی اور جو کچھ اس میں ہے' دیکھتا ہے۔ اس وقت اسے کہا جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانا یہ ہے۔ تو یقین پر ہی زندہ تھا' یقین پر ہی مرا اور ان شاء اللہ یقین پر ہی تو اٹھایا جائے گا۔

ہاں' جب انسان برا ہوتا ہے' اسے اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو وہ گھبراہٹ اور پریشانی میں بے ہوش سا ہوتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے تو کیا کہتا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا تھا' وہی میں بھی کہتا تھا۔ اب اس کی قبر میں جنت کی طرف کھڑکی کھولی جاتی ہے' یہ اس کی نعمتوں اور راحتوں کو دیکھتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے: دیکھ ان چیزوں کو' جو اللہ نے تجھ سے دور کر دیں۔ پھر اس کی قبر کا ایک دروازہ جہنم کی طرف کھولا جاتا ہے۔ یہ اسے دیکھتا ہے کہ پانی کے تلاطم کی طرح آگ اُوپر تلے ہو رہی ہے تو اُسے کہا جاتا ہے کہ اب تیرا ٹھکانا یہی ہے۔ تو

شک پر تھا' شک میں مرا' اور ان شاء اللہ تعالیٰ شک ہی پر قبر سے بھی اٹھے گا۔ پھر
اسے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ (ابوداود۔ بیہقی)

حشر میں احتساب

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولؐ خدا نے کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا' جس میں آپؐ نے مسلمانوں کو افتراق اور دنیوی عیش و عشرت میں منہمک ہونے سے بچنے کی تلقین کی' حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اے لوگو! تم اللہ کے پاس ننگے پیر' برہنہ تن' بے ختنہ ہوئے زندہ ہو کر جمع ہو گے (جیسا کہ فرماتا ہے) جس طرح ہم نے پہلی پیدائش شروع کی تھی' ہم اسے دوبارہ پیدا کریں گے۔ یہ وعدہ ہے کہ ہم ضرور کریں گے۔

آگاہ ہو جاؤ' قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔ آگاہ رہو' میری امت کے کچھ لوگ بائیں طرف سے لائے جائیں گے' تو میں کہوں گا: اے پروردگار! یہ میرے ساتھی ہیں۔ جواب ملے گا: تو نہیں جانتا کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کچھ کیا ہے۔ تو میں بھی وہی کہوں گا جو اللہ کا نیک بندہ (حضرت عیسیٰؑ) کہے گا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا' ان کے اعمال دیکھتا رہا۔ جب تو نے مجھے ان سے بالکل جدا کر دیا' پھر تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر شاہد ہے۔ اگر ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔ مجھے جواب ملے گا کہ تیرے بعد یہ لوگ برابر ایڑیوں کے بل پیچھے کو پھر گئے تھے۔ (مسلم شریف)

حشر میں شفاعتِ رسولؐ

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں: ایک روز رسولؐ خدا نے نماز فجر پڑھائی اور وہیں بیٹھے رہے۔ جب خوب دن چڑھ آیا تو آپؐ ہنسے، لیکن وہیں بیٹھے رہے، یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں ادا کیں مگر کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ گھر جانے لگے تو صحابہؓ نے مجھ سے کہا: آپ حضورؐ سے پوچھیں آج کیا بات ہے؟ اس طرح تو کبھی نہیں ہوا۔ حضورؐ نے یہ سنا، تو قبل اس کے کہ صدیق اکبرؓ کچھ سوال کرتے، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

دنیا کے بارے میں جو کچھ ہونے والا ہے وہ اور آخرت آج میرے سامنے پیش کی گئی۔ سارے اگلے پچھلے انسان ایک چٹیل میدان میں جمع کیے گئے۔ پسینے ان کے منہ تک پہنچنے کو تھے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا کہ اے آدمؑ! آپ انسانوں کے باپ ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا۔ آپ خدا کے پاس ہماری سفارش کے لیے تشریف لے جایئے۔ لیکن حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ آج میں بھی تمھاری طرح مبتلا ہوں۔ تم اپنے اس باپ کے بعد کے باپ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو، نوحؑ اور آل ابراہیمؑ کو اور آل عمران کو برگزیدہ بنایا ہے اور سارے جہان پر انھیں عزت دی ہے۔

اب یہ سب حضرت نوحؑ کی طرف جائیں گے اور ان سے کہیں گے: آپ خدا سے ہماری سفارش کیجیے کیونکہ آپ خدا کے پیارے ہیں۔ آپ کی دعا قبول فرما کر جناب باری نے روے زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑا۔ لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس قابل نہیں تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے۔

چنانچہ سب لوگ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس قابل نہیں، تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے (بے واسطہ) بات چیت کی تھی۔

سب اہل محشر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس منصب کے لائق نہیں، تم حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ مادر زاد گونگے کو اور کوڑھیوں کو (بہ حکم خدا) اچھا بھلا کر دیتے تھے اور مردوں کو (بہ حکم خدا) زندہ کر دیتے تھے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے اور فرمائیں گے: تم اولاد آدم کے سردار کے پاس جاؤ، وہی ہیں جو سب سے پہلے اپنی قبر سے نکلے ہیں۔ جاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ کہ وہ تمھارے رب کے ہاں تمھاری سفارش کریں گے۔

چنانچہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں جبریل کے پاس جاؤں گا۔ جبریل علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ، انھیں شفاعت کی اجازت دو اور جنت کی خوش خبری بھی سنا دو۔ حضرت جبریلؑ سے یہ خوش خبری سن کر، میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ تقریباً ایک ہفتے تک سجدے میں پڑا رہوں گا۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ۔ کہو، تمھاری سنی جائے گی، سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ آپ اپنا سر اٹھائیں گے اور جناب باری کی طرف نظر کر کے پھر سجدے میں چلے جائیں گے بہ قدر جمعہ سے جمعہ تک پھر سجدے میں پڑے رہیں گے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سر اٹھایئے۔ کہیے، آپ کی بات سنی جائے گی۔ شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اس نعمت پر پھر سجدے میں جانا چاہوں گا لیکن حضرت جبریل علیہ السلام میرے بازو

تھام لیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھے وہ دعائیں سکھائے گا جو کسی انسان کو نہیں سکھائیں۔ پس آپ کہیں گے: اے اللہ! تو نے مجھے تمام اولاد آدم کا سردار بنایا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ مجھے تو نے سب سے پہلے قبر سے اٹھانے والا بنایا' اس پر بھی مجھے کوئی فخر نہیں۔ (چنانچہ اب میں شفاعت کروں گا)۔

اس کے بعد میرے حوض پر لوگ آنے شروع ہوں گے جو صنعاء سے لے کر ایلہ سے بھی زیادہ وسعت ہو گا۔ پھر کہا جائے گا کہ صدیق لوگوں کو بلاؤ' وہ بھی شفاعت کریں۔ پھر کہا جائے گا: نبیوں کو بلاؤ۔ انبیا آنے شروع ہوں گے۔ کسی کے ساتھ تیس چالیس آدمی ہوں گے' کسی کے ساتھ پانچ' کسی کے ساتھ چھ' کسی نبی کے ساتھ ایک بھی نہ ہو گا۔ پھر کہا جائے گا: شہیدوں کو بلاؤ' جس کی چاہیں شفاعت کریں۔ جب شہید یہ کر لیں گے تو جناب باری تعالیٰ جل و علا فرمائے گا: میں ارحم الراحمین ہوں (حکم دیتا ہوں کہ) جن لوگوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا' ان سب کو جنت میں پہنچا دو' چنانچہ ایسے لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو' جہنم میں کوئی ایسا بھی ہے جس نے کبھی بھی کوئی بھلا کام کیا ہو؟ دیکھیں گے تو ایک شخص کو پائیں گے۔ اس سے سوال ہو گا کہ تو نے کوئی نیکی کی ہے؟ وہ کہے گا: ہاں' صرف یہ کہ میں بیوپار میں بہت نرمی کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے اس بندے سے بھی نرمی کرو جیسے یہ میرے بندوں سے نرمی کیا کرتا تھا۔

اتنے میں ایک اور آدمی دوزخ سے نکلے گا۔ اس سے پوچھا جائے گا: تو نے بھی کبھی کوئی نیک عمل کیا تھا؟ وہ کہے گا: نہیں' سوائے اس کے کہ میں نے اپنی اولاد سے کہا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو تم مجھے جلا دینا۔ پھر میری خاک کو پیس ڈالنا حتیٰ کہ جب میں سرمے کی طرح ہو جاؤں تو سمندر کے کنارے جا کر تیز ہوا میں مجھے اڑا

دینا۔ اللہ تعالٰی دریافت فرمائے گا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا: فقط تیرے ڈر سے۔ جناب باری فرمائے گا: دیکھو' سب سے بڑا ملک دیکھ لو' تیرے لیے وہ ہے اور ویسے ہی دس ملک اور۔ تو وہ کہے گا کہ الٰہی! تو مجھ سے مذاق کیوں کر رہا ہے؟ تو تو مالک ہے۔ اسی چیز نے صبح مجھ کو ہنسا دیا تھا۔ (مسند احمد)

○

قریش کے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ آنحضورؐ کے رشتہ دار ہیں اور اس سبب سے آخرت میں وہ شفاعت رسولؐ کے مستحق ہوں گے۔ اس تصور کے پیش نظر ایک دن رسولؐ اللہ نے اپنے قریبی رشتہ داروں' اہل خاندان اور بعض قریبی قبائل کو جمع کیا اور ان کے سامنے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اے عبد مناف کے بیٹو! تم اپنے کو آگ سے نکالنے کا انتظام کرو کیونکہ میں تم کو خدا کے ہاں تمھیں کچھ بھی نفع اور نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا۔

اے قصیٰ کی اولاد! تم اپنے آپ کو آگ سے بچا لو' میں اللہ کے ہاں تمھیں کوئی نفع یا نقصان نہ پہنچا سکوں گا۔

اے عبدالمطلب کی اولاد! تم بھی اپنے کو آگ سے بچاؤ۔ میں تمھیں نفع یا نقصان نہ پہنچا سکوں گا۔

اے صفیہ! رسولؐ خدا کی پھوپھی' تم بھی خود کو آگ سے بچاؤ' کیونکہ میں اللہ کے ہاں' کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اے فاطمہ! رسول خدا محمدؐ کی بیٹی! تم بھی اپنے کو آگ سے بچاؤ کہ میں تمھیں نفع اور نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں' دنیا میں تو میری رشتہ دار ہے اور میں اس کا حق ادا کرتا ہوں۔ (ترمذی)

○

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتے داری آپؐ کی قوم کو کچھ نفع نہ دے گی؟ ہاں سنو' میری رشتے داری (تعلق) دنیا اور آخرت میں فائدہ مند ہے۔

لوگو! میں حوض کوثر پر تم سب کا میر ساماں ہوں۔ جب تم آؤ گے تو لوگ مجھ سے کہیں گے کہ یارسولؐ اللہ! میں فلاں کا بیٹا ہوں' یارسولؐ اللہ! میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں جواب دوں گا کہ ہاں' نسب تو پہچان لیا لیکن تم نے میرے بعد بدعتیں نکال لی تھیں اور پچھلے پیروں لوٹتے گئے تھے۔ (مسند احمد)

حوضِ کوثر پر

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں لوگوں سے حوض کوثر کے متعلق سنا کرتی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس بارے میں سننے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ایک دن مشاطہ میرے بال گوندھ رہی تھی کہ مجھے آپؐ کی آواز سنائی دی: اَیُّهَا النَّاس (اے لوگو!) میں نے مشاطہ سے کہا: چھوڑ دو کہ آپؐ کا وعظ سن سکوں۔ میں نے کان لگا کر سنا تو آپؐ فرما رہے تھے:

میں حوض (کوثر) پر تمھارا پیش رو ہوں۔ خبردار! تم ایسے نہ بنو کہ میرے پاس آنا چاہو تو اس طرح دور ہٹا دیے جاؤ جیسے پرایا اونٹ، اور جب میں دریافت کروں کہ ان سے یہ سلوک کیوں ہو رہا ہے، تو مجھے جواب دیا جائے کہ آپؐ کے بعد انھوں نے جو وطیرہ اختیار کیا تھا آپ کو معلوم نہیں، اور میں بھی کہوں کہ ہلاک ہو جائیں۔

(مسلم شریف)

کتاب اللہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! میں تم سب کے لیے (قیامت کے دن کا انتظام کرنے کے لیے) آگے جانے والا ہوں۔ میرے حوض کوثر پر تم سب آنے والے ہو' جس کی چوڑائی صنعا سے لے کر بصرہ تک کی ہے۔ اس میں آسمان کے ستاروں جتنے چاندی کے کٹورے تیر رہے ہیں۔ جب تم حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے' میں اس وقت تم سے دو اہم چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا۔ پس نگاہ رکھو تم ان دونوں کے بارے میں میرے بعد کیسی کارروائی کرتے ہو؟

سب سے بڑی اہم اور وزنی چیز تو کیا کتاب اللہ قرآن کریم ہے (جو خدائی رسی ہے) جس کا ایک سِرا خود خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سِرا تمھارے ہاتھوں میں ہے۔ پس تم کتاب اللہ کو مضبوط تھامے رہو' اس سے اِدھر اُدھر نہ ہونا' نہ اس میں کوئی تبدیلی کرنا۔ اور (دوسری چیز) میرا خاندان اور میرے اہل بیت ہیں۔

اللہ تعالیٰ جو باریک بین اور باخبر ہے' مجھے خبر دے چکا ہے کہ یہ دونوں (یعنی کتاب اللہ اور میرے اہل بیت) الگ الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس میرے حوض کوثر پر آئیں۔ (کنزالعُمّال)۔

خطبہ حجتہ الوداع

حج کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ تشریف لائے اور آپؐ نے وہاں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپؐ نے (اپنی اونٹنی) قصوا کو لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کر کے حاضر کی گئی تو آپؐ (اس پر سوار ہو کر) بطن وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔ آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتدا فرمائی:

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے' وہ یکتا ہے' کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

لوگو! میری بات سنو' کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ آیندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہو سکیں گے (اور غالباً) اس سال کے بعد (میں حج نہ کر سکوں گا)۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط إِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط (انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو۔ تم میں زیادہ عزت و کرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے)۔

چنانچہ (اس آیت کی روشنی میں) نہ کسی عرب کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے' نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر' نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔ ہاں' بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

انسان سارے ہی آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ (کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ) مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے' خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں' پس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات اسی طرح باقی رہیں گی۔

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ خدا کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمھاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمھارے کچھ کام نہ آ سکوں گا۔

قریش کے لوگو! خدا نے تمھاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمھارے فخر و مباہات کی اب کوئی گنجایش نہیں۔ تمھارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں' ہمیشہ کے لیے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہے جیسی تمھارے اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحجہ) کی' خاص کر اس شہر میں ہے۔ تم سب خدا کے سامنے حاضر ہو گے اور وہ تم سے تمھارے اعمال کی بازپرس کرے گا۔

دیکھو' کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم آپس ہی میں کشت و خون کرنے لگو۔ اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو' ہاں غلاموں کا خیال رکھو۔ انھیں وہی کھلاؤ' جو خود کھاتے ہو۔ ایسا ہی پہناؤ' جیسا تم پہنتے ہو۔

جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں تلے روند دیا۔ زمانۂ جاہلیت کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں' میرے اپنے خاندان

کا ہے۔ ربیعہؓ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون' جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا' اب میں معاف کرتا ہوں۔ دور جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پہلا سود' جسے میں چھوڑتا ہوں' عباسؓ بن عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے' اب یہ ختم ہو گیا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق خود دے دیا۔ اب کوئی وارث کے حق کے لیے وصیت نہ کرے۔

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا' جس کے بستر پر وہ ہوا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو' اس کی سزا پتھر ہے۔ حساب و کتاب اللہ کے ہاں ہو گا۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا' اس پر اللہ کی لعنت!

قرض قابل ادا ہے۔ عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہو' وہ تاوان ادا کرے۔

کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے' سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو' اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

دیکھو! تمھارے اوپر تمھاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح ان پر تمھارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں پر تمھارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں۔ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں' تو خدا کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ

تم انھیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آ جائیں' تو انھیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔

عورتوں سے بہتر سلوک کرو' کیونکہ وہ تو تمھاری پابند ہیں اور خود اپنے لیے وہ کچھ نہیں کر سکتیں' چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انھیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمھارے لیے حلال ہوئیں۔

لوگو! میری بات سمجھ لو کہ میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا۔

میں تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس پر قائم رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے' اور وہ خدا کی کتاب ہے اور ہاں' دیکھو! دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انھی باتوں کے سبب ہلاک کر دیے گئے۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اس شہر میں اب اس کی عبادت کی جائے گی لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنھیں تم کم اہمیت دیتے ہو' اس کی بات مان لی جائے اور وہ اس پر راضی ہے' اس لیے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرو۔ مہینے بھر کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو۔ اپنے خدا کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو' تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمے دار ہو گا اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا' نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں' یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بھی بتا دیں' جو یہاں موجود نہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی موجود نہ ہونے والا تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

اور (لوگو)! تم سے میرے بارے میں (خدا کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ' تم

کیا جواب دو گے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ (آپؐ) نے امانت (دین) پہنچا دی اور آپؐ نے حق رسالت ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔
یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:
خدایا! گواہ رہنا'
خدایا! گواہ رہنا' خدایا! گواہ رہنا۔

(ماخوذ از متفرق کتب حدیث)
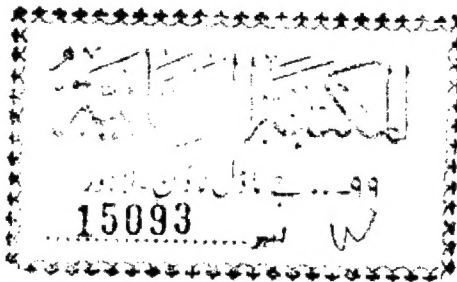
بات پہنچانا

کام ہے... اصل کام!

سنت رسولؐ ہے

آپؐ نے بھی بات پہنچائی

[اسی لیے آج ہم مسلمان ہیں]

منشورات کے کتابچے

اچھی باتیں ہیں

بات پہنچانے کے مواقع .... شمار کیجیے

- مسجد میں نمازی
- جلسے میں لوگ
- بازار میں دکان دار
- گاڑی میں مسافر
- اسکول' کالج' مدرسے میں طلبہ وطالبات
- ہسپتال میں مریض
- جیل میں قیدی.....

ہر جگہ اللہ کے بندے' اللہ کے پیغام کے منتظر!

ان مواقع سے فائدہ اٹھایئے

ہمارے کتابچے منگوایئے' تقسیم کیجیے

موقع کے لیے مناسب' موثر' خوب صورت اور سستے

تفصیلات کے لیے لکھیے:

منشورات' منصورہ' ملتان روڈ' لاہور - 54570

فون: 5425356' فیکس: 7832194

سیرت واحادیث پر ہماری کتب

جو آپ کے بک شیلف کی زینت ہیں۔

لیکن آپ کے قلب اور عمل کو حبِ رسولؐ اور اتباعِ رسولؐ سے آراستہ بھی کرتی ہیں!

چند لمحات کلامِ نبویؐ کی صحبت میں : خرم مراد

منتخب احادیث کی مختصر، ضروری، دل کو چھونے والی عملی اہمیت کی تشریح۔ اشاعت دوم۔ ہے قدر و قیمت دوچند کر دی ہے۔

صفحات: 122 - قیمت: 25 روپے

چند تصویریں سیرتؐ کے البم سے : خرم مراد

رسولِ پاکؐ کی زندگی کے بارہ ایسے مناظر کی دل کش تصویریں جس میں آپؐ فریضۂ شہادتِ حق ادا کرنے کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں۔

صفحات: 56 - قیمت: 9 روپے

احادیثِ قدسیہ : ابو مسعود اظہر ندوی

بیروت کی علماء کمیٹی کا منتخب مجموعہ "اللہ کی باتیں، رسولؐ کی زبانی" کچھ لمحات اللہ کے ساتھ

صفحات: 136 - قیمت: 35 روپے

رسول اللہؐ کی وصیتیں : ابو مسعود اظہر ندوی

صرف ان احادیث کا مجموعہ جن میں آپؐ نے اپنی امت کو کوئی وصیت کی ہے۔ اہم ہدایات

صفحات: 114 - قیمت: 25 روپے

کلامِ نبویؐ کی کرنیں : مولانا عبدالمالک

مختصر مجموعہ، مختصر تشریح، فکر و عمل کے لیے نکات

صفحات: 84 - قیمت: 12 روپے

[illegible] ملتان روڈ، لاہور 54570 - فون: 542 5356 - فیکس: 042 783 2194